9

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

www.tanzeem.org

8 تا 14 ربیع الاوّل 1431ھ / 23 فروری تا یکم مارچ 2010ء

اس شمارے میں

آخر کب تک؟

نبی اکرم ﷺ کی شانِ رحمت

اندلس کے مسلمان اور اہل پاکستان

پاکستان کا مطلب کیا؟

سوئٹزرلینڈ، میناروں کے مخالف کا قبول اسلام

نائن الیون کا اسٹیج تیار

خواتین کے لیے

رجوع الی اللہ کے عملی اقدام

تنظیم اسلامی کی دعوتی وتربیتی سرگرمیاں

اِنسانی ذہنیت کی عادلانہ تعمیر

ایک انسان کو حقوق الٰہی اور حقوقِ انسانی میں اقامتِ عدل اور اجتناب ظلم کے لیے تیار کرنا موجودہ مادی نظام کے تحت خواہ مغربی بلاک کا ہو یا مشرقی بلاک کا، قطعاً ناممکن ہے، تاوقتیکہ انسان کے بنیادی نظریۂ حیات میں تبدیلی پیدا نہ کی جائے، اور مسئولیت کی ذمہ داری کا احساس اس کے ذہن میں راسخ نہ کرایا جائے۔ عالمی عدل کا آغاز درحقیقت انسان کے باطن اور قلب و دماغ سے ہوتا ہے۔ اس لیے اسلام نے انسان کی ذہنیت کی تعمیر سے اصلاح کا آغاز کیا، اور یہی سب سے مشکل کام تھا۔ اس کے بعد ہر قسم کی اصلاح کا کام آسانی سے انجام پاتا گیا۔ جس کے بعد دنیا میں ایسی مثالی جماعت پیدا ہوئی کہ پوری تاریخ بشریت میں اس کی نظیر نہ تھی۔ اور ایک ایسا عادلانہ نظام انسان کو میسر آیا، جس کی عقلی دریافت انسان کے لیے ناممکن تھی۔

مولانا سید شمس الحق افغانی

سورۃ الانفال

(آیات:32تا34)

الھدیٰ (408)

ڈاکٹراسراراحمد

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

﴿وَاِذۡ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنۡ كَانَ هٰذَا هُوَ الۡحَقَّ مِنۡ عِنۡدِكَ فَاَمۡطِرۡ عَلَيۡنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائۡتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيۡمٍ ﴿۳۲﴾ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمۡ وَاَنۡتَ فِيۡهِمۡ‌ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمۡ وَهُمۡ يَسۡتَغۡفِرُوۡنَ ﴿۳۳﴾ وَمَا لَهُمۡ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمۡ يَصُدُّوۡنَ عَنِ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ وَمَا كَانُوۡۤا اَوۡلِيَآءَهٗ‌ؕ اِنۡ اَوۡلِيَآؤُهٗۤ اِلَّا الۡمُتَّقُوۡنَ وَلٰـكِنَّ اَكۡثَرَهُمۡ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۳۴﴾﴾

’’اور جب انہوں نے کہا کہ اے اللہ اگر یہ (قرآن) تیری طرف سے برحق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا کوئی اور تکلیف دینے والا عذاب بھیج۔ اور اللہ ایسا نہ تھا کہ جب تک تم ان میں تھے انہیں عذاب دیتا۔ اور نہ ایسا تھا کہ وہ بخشش مانگیں اور انہیں عذاب دے۔ اور (اب) ان کے لئے کون سی وجہ ہے کہ وہ انہیں عذاب نہ دے جبکہ وہ مسجد محترم (میں نماز پڑھنے) سے روکتے ہیں؟ اور وہ اس مسجد کے متولی بھی نہیں۔ اس کے متولی صرف پرہیز گار ہیں۔ لیکن ان کے اکثر لوگ نہیں جانتے۔‘‘

قریش کے لیے سب سے بڑا مسئلہ اپنے عوام کو سنبھالنے کا ہو گیا تھا۔ وہ سخت فکر مند تھے کہ لوگوں کو کیسے محمد (ﷺ) پر ایمان لانے سے روک دیں۔ اس کے لیے وہ طرح طرح کی تدبیریں کرتے تھے۔ ایک تدبیر یہ تھی کہ مجمع عام میں کھڑے ہو کر کہتے کہ اے اللہ، یہ جو کچھ محمد (ﷺ) کہہ رہے ہیں اگر واقعی یہ سچ ہے اور یہ قرآن تیرے پاس سے آیا ہے تو اُس کی مخالفت اور تکذیب کی پاداش میں ہم پر آسمان سے پتھر برسا دے یا پھر کوئی دردناک عذاب بھیج دے۔ جب عذاب نہ آتا تو کہتے، دیکھ لو اس کا مطلب یہ ہے کہ (معاذ اللہ) محمدؐ جھوٹے ہیں۔ ہم نے تو اللہ کو پکار پکار کر کہا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ خانہ کعبہ کے پردے پکڑ پکڑ کر کہا ہو، تاکہ عوام کو اُن کی بات کا پورا یقین ہو جائے۔ مگر اللہ نے اس کا جواب یہ دیا کہ اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کہ وہ لوگوں پر عذاب بھیج دے، جبکہ ابھی آپؐ اُن کے مابین موجود ہوں۔ ہجرت سے پہلے یہ معاملہ نہیں ہوا کرتا۔ اللہ اپنے رسولؐ اور اس کے اہل ایمان ساتھیوں کو نکال کر پھر اُن پر وہ عذاب بھیجتا ہے جو وہ مانگ رہے ہوتے ہیں۔ اور اللہ ایسا بھی نہیں کہ وہ اُن کو اس حال میں عذاب دے جبکہ وہ استغفار بھی کر رہے ہوں۔ یعنی مکہ میں عوام الناس اور سادہ لوح لوگ بھی موجود تھے جو استغفار کرتے تھے، تلبیہ پڑھتے تھے۔ ’’لبیك اللّٰھم لبیك‘‘ کہتے تھے، اللہ کو پکارتے تھے۔ ابھی ناپاک کو پاک سے الگ کر دینے والا معاملہ نہیں ہوا تھا۔ تو ایسے میں عذاب کیونکر دیا جاتا۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ وہ اپنے عمل سے مستحق عذاب ہو چکے تھے، جبکہ لوگوں کو مسجد حرام سے روک رہے تھے، حالانکہ وہ حقیقت میں اُس کے متولی نہیں۔ اللہ کے گھر کے اصل متولی تو بس وہ لوگ ہیں جو اللہ کا تقویٰ رکھتے ہوں اور اللہ کی بندگی کرتے ہوں، لیکن ان کی اکثریت علم نہیں رکھتی۔

فرمانِ نبویؐ

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

مسلمانوں کے لیے بہترین اور بدترین ادوار کی علامات

عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ ((اِذَا کَانَ اُمَرَاءُ کُمۡ خِیَارَکُمۡ وَاَغۡنِیَاءُ کُمۡ سُمَحَاءَ کُمۡ وَاُمُوۡرُکُمۡ شُوۡرٰی بَیۡنَکُمۡ فَظَھۡرُ الۡاَرۡضِ خَیۡرٌ لَّکُمۡ مِنۡ بَطۡنِھَا وَاِذَا کَانَ اُمَرَاءُ کُمۡ شِرَارَکُمۡ وَاَغۡنِیَاءُ کُمۡ بُخَلَاءَ کُمۡ وَاُمُوۡرُکُمۡ اِلٰی نِسَاءِ کُمۡ فَبَطۡنُ الۡاَرۡضِ خَیۡرٌ لَّکُمۡ مِنۡ ظَھۡرِھَا)) (رواہ الترمذی)

’’حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جب (حالت یہ ہو کہ) تمہارے حکمران تم میں سے نیک لوگ ہوں، اور تمہارے دولت مندوں میں سماحت و سخاوت کی صفت ہو، اور تمہارے معاملات باہم مشورہ سے طے ہوتے ہوں تو (ایسی حالت میں) زمین کی پشت تمہارے لیے اس کے بطن (پیٹ) سے بہتر ہے...... اور (اس کے برعکس) جب حالت یہ ہو کہ تمہارے حکمران تم میں سے بدترین لوگ ہوں، اور تمہارے دولت مندوں میں (سماحت کی بجائے) بخل اور دولت پرستی آ جائے، اور تمہارے معاملات (بجائے اہل الرائے کی مشاورت کے) تمہاری عورتوں کی رایوں سے چلیں، تو (ایسی حالت میں) زمین کا بطن (پیٹ) تمہارے لیے اس کی پشت سے بہتر ہے۔‘‘

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تا خلافت کی بنا' دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

قیامِ خلافت کا نقیب

ہفت روزہ | لاہور

ندائے خلافت

جلد 19 | 8 تا 14 ربیع الاوّل 1431ھ / 23 فروری تا یکم مارچ 2010ء | شمارہ 09

بانی: اقتدار احمد مرحوم
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

مجلس ادارت
سید قاسم محمود۔ ایوب بیگ مرزا
محمد یونس جنجوعہ
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد' طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے' علامہ اقبال روڈ' گڑھی شاہو' لاہور۔54000
فون: 36316638-36366638 فیکس: 36271241
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور۔54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرونِ پاکستان
انڈیا---------- (2000 روپے)
یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ' منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں
چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی رائے سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ

ایوب بیگ مرزا

آخر کب تک؟

یہ نکتہ شاید تا قیامت لاینحل رہے کہ 1947ء سے پہلے جب ہم سیاسی، عسکری اور معاشی طور پر انگریز کے باقاعدہ غلام تھے، اُس وقت ذہنی طور پر ہم مغرب کے اتنے غلام اور لکیر کے فقیر نہیں تھے جتنے آج آزادی کے 62 سال بعد ہیں۔ اُس دور میں خصوصاً معاشرتی سطح پر ایک قلیل طبقے کو چھوڑ کر اس خطے کے مسلمانوں کی عظیم اکثریت مغربی تہذیب اور طرزِ معاشرت کے قریب نہیں پھٹکتی تھی۔ آج مسلمانانِ پاکستان کی عظیم اکثریت معاشرتی لحاظ سے مکمل طور پر مغربی تہذیب کی لپیٹ میں ہے۔ معاشرتی اور سیاسی لحاظ سے خواص ہی نہیں عوام کی سطح پر بھی اس قدر مرعوبیت ہے کہ اسے الفاظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا، صرف دیکھا، سمجھا اور محسوس کیا جاسکتا ہے۔ خود کو تہذیب یافتہ اور تعلیم یافتہ ثابت کرنے کے لئے مغرب کی نقالی لازم سمجھی جاتی ہے۔ خواتین نے بے ہودہ اور نیم عریاں لباس کو فیشن کا نام دے دیا اور مرد نکٹائی پہن کر صاحب کہلوانے پر پھولے نہیں سماتے۔ ملک کے موجودہ حالات کے پیش نظر ہم معاشرتی حوالے سے اس سے زیادہ کچھ نہیں کہیں گے، صرف سیاسی حوالہ سے ہی چند گزارشات کریں گے۔ مغرب کا سیکولر جمہوری طرزِ حکومت آج سکہ رائج الوقت ہے، لیکن دنیا کے مختلف ممالک نے اپنے حالات، ماحول، جغرافیائی ہیئت اور اپنی تاریخ کو مدنظر رکھتے ہوئے اس طرزِ حکومت کو اپنی ضروریات کے تحت ڈھال کر اپنایا ہے۔ برطانیہ میں پارلیمانی نظام ہے۔ یورپ میں کہیں متناسب نمائندگی ہے، کہیں صدر اور وزیر اعظم دونوں موجود ہیں اور اختیارات کی ایک خاص تقسیم ہے۔ چین اور روس بھی جمہوریت کے دعویدار ہیں، اگرچہ وہاں پر شہری حکومت سازی کے لئے ووٹ نہیں دے سکتے، صرف پارٹی کے ارکان ووٹ ڈالتے ہیں۔ لیکن ہم نے نہ آؤ دیکھا نہ تاؤ آزادی کے بعد اپنے سابقہ حکمرانوں کی طرح پارلیمانی جمہوری طرزِ حکومت کا ڈول ڈال دیا۔ اگرچہ یہی غلطی بھارت نے بھی کی لیکن بعض وجوہات کی بناء پر اُنہیں یہ غلطی اتنی مہنگی نہ پڑی۔ اولاً اس لیے کہ اُنہوں نے آزادی کے فوراً بعد جمہوریت دشمن جاگیرداری نظام کی جڑ کاٹ دی۔ ثانیاً یہ کہ جس طرزِ حکومت کو اُنہوں نے اپنایا یعنی جمہوریت وہ اس کے ساتھ مخلص رہے۔ بھارت کے سیاست دان بھاگ بھاگ کر جی ایچ کیو نہیں جاتے کہ مخالف سیاست دانوں کی شکایتیں لگائیں اور ثالثاً یہ کہ ہندو کے پاس اپنا کوئی نظام نہیں تھا، اسے کہیں نہ کہیں سے تو نظام مستعار لینا ہی تھا، لہٰذا سکہ رائج الوقت کو اپنے ہاں نافذ کرلیا جس سے اُنہیں دنیا کی مدد بھی دستیاب ہوگئی۔ لیکن ہم نے اُس کی بھی نہ سنی جنہیں ہم مصورِ پاکستان کہتے ہیں۔ جو اس دارِ فانی سے کوچ کرنے سے پہلے کہہ گئے ع ”خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولِ ہاشمی“۔ مزے کی بات یہ ہے کہ جمہوریت پر ایمان کے جتنے نعرے ہمارے سیاست دانوں نے مارے، یورپ اور امریکہ میں کسی نے نہیں مارے ہوں گے۔ ”جمہوریت ہماری سیاست ہے“، ”جمہوریت بہترین انتقام ہے“ ”بدترین جمہوریت بہترین آمریت سے بہتر ہے“۔ ہمارے ہاں کسی چور ڈاکو بلکہ زانی اور قاتل کو اتنا قابلِ مذمت نہیں سمجھا جاتا جتنا جمہوریت کی شان میں گستاخی کرنے والے کو سمجھا جاتا ہے۔ اور عملاً جو سلوک ہم نے جمہوریت کے ساتھ کیا، اس پر مرحوم شورش کاشمیری نے آج سے 40 سال قبل اُس وقت کی سیاست دیکھ کر کہا تھا۔

مرے وطن کی سیاست کا حال مت پوچھو!
گھری ہوئی ہے طوائف تماش بینوں میں!

ذرا تصور کریں، شورش کاشمیری زندہ ہوتے تو آج پاکستان کی سیاست دیکھ کر کیا کہتے۔ آج ہمارا حال

یہ ہے کہ کبھی وزیراعظم اور صدر تلواریں نکال کر میدان میں کود پڑتے ہیں، کہیں صوبے میں گورنر اور وزیراعلیٰ اکھاڑے میں اُترے ہوتے ہیں، کبھی جج کبھی جرنیل اور کہیں جرنلسٹ ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہوجاتے ہیں۔ کبھی عدالت عظمیٰ کے جج چینی کا بھاؤ طے کرتے ہیں، کبھی جرنیل بلدیاتی نظام وضع کرتے ہیں۔ ایک افراتفری ہے، ایک بھگدڑسی مچی ہوئی ہے، کوئی اپنے کام کی طرف متوجہ نہیں، صرف دوسروں کی غلطیاں نکال رہا ہے۔ اقتدار اور وسائل کی بندر بانٹ کا انداز ایسا ہی ہے جیسے اندھا ریوڑیاں بانٹ رہا ہو۔ کسی انتہائی اہم اور حساس ذمہ داری کے لئے انتخاب کرنا ہو تو سب سے بڑا میرٹ جیل کا ساتھی ہوتا ہے۔

آہ یہ اس قوم کے فرزندوں کا حال ہے۔ وہ قوم بھکاری بنی ہوئی ہے اور طرزِ حکومت اور نظامِ زندگی کی بھیک مانگتی پھرتی ہے جسے قرآن اور سنت رسولؐ کی صورت میں مکمل نظام حیات دیا گیا ہے۔ بلاتشبیہہ عرض کئے دیتے ہیں اُس شخص کو کیا کہیے گا جو اپنے ہیرے، جواہرات کی کان کو تالا لگا دے، جو اپنے گھر کے نیچے بہتی دودھ اور شہد کی نہروں سے منہ پھیرلے اور کشکول پکڑے، گداگری کے لئے دوسروں کے در پر رُسوا ہو رہا ہو۔ کیا کہیں گے اُس شخص کو جو بغل میں کتاب رکھے اور ابوجہل کہلائے۔ کیا کہیں گے اس شخص کو جو روشنی کے مینار کی طرف پشت کرلے اور تاریکیوں میں ٹھوکریں کھا رہا ہو۔ دریا کے کنارے اگر کوئی پیاسا رہے تو کوئی اسے کیسے سیراب کرے گا؟

کب تک ہم حالات کا رونا روئیں گے، کب تک ہم نوحے پڑھتے رہیں گے، کب تک محض لعن طعن پر گزارا کریں گے، کب تک محض خاموش تماشائی بنے رہیں گے۔ کب تک ایک دوسرے کا منہ دیکھتے رہیں گے۔ کب تک آسائشیں ہمارا دامن تھام کر ہمیں روکتی رہیں گی۔ کب تک ہم میدان میں اترنے سے کتراتے رہیں گے۔ کب تک ہم اس دقیانوسی نظام تلے پستے رہیں گے۔ کب تک ڈاکٹر عافیہ پکارتی رہے گی۔ کب تک ڈرون حملے ہمارا جسد لہولہان کرتے رہیں گے۔ کب تک ہماری غیرت وحمیت پر چرکے لگتے رہیں گے۔ کب تک "ایڈ" کے نشے میں ہم مدہوش رہیں گے۔ کب تک قدرت صرفِ نظر کرتی رہے گی، کب تک بکرے کی ماں خیر منائے گی۔ کب تک، آخر کب تک......؟؟؟

☆☆☆

اوہ ہو غلطی ہوگئی، صدر زرداری کے یوٹرن!

ابوالحسن

پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت کو ابھی دو سال مکمل نہیں ہوئے، آیئے دیکھتے ہیں اس دوران صدر آصف علی زرداری نے کتنی بار یوٹرن لیا۔

1- آصف زرداری نے بھوربن میں نواز شریف سے ججوں کی ایک ماہ میں بحالی کا وعدہ کیا، چند دنوں بعد کہا ''اوہ ہو غلطی ہوگئی'' اور معاہدے سے منحرف ہوگئے۔

2- مشرف کے مواخذے کے موقع پر نواز شریف سے ایک ملاقات میں پختہ وعدہ کیا کہ 24 گھنٹے میں جج بحال کردیئے جائیں گے، مشرف کے مواخذے کے بعد کہا۔ ''اوہ ہو غلطی ہوگئی، بیرونی قوتوں کو ضمانت دی ہے، جج بحال نہیں کرسکتا'' اور منحرف ہوگئے۔

3- 15 مارچ کو عدلیہ کی بحالی کے لئے کئے جانے والے لانگ مارچ کے آغاز پر مطالبات کو مسترد کرتے ہوئے فیصلہ کُن انداز میں کہا ''چیف جسٹس کی بحالی زیرِ غور بھی نہیں'' لانگ مارچ نے شاہدرہ کراس کیا تو کہا ''اوہ ہو غلطی ہوگئی'' اور چیف صاحب بحال ہوگئے۔

4- پنجاب میں مسلم لیگ (ن) کی حکومت کو ختم کرنے کے لئے اعلان کیا: ''پنجاب میں گورنر راج ہوگا''۔ لیکن پھر کہنا پڑا ''اوہ ہو غلطی ہوگئی''، گورنر راج کا صدارتی حکم واپس لیا جاتا ہے۔

5- ممبئی میں دہشت گردی ہوئی تو حکمنامہ جاری کیا کہ ڈی جی، آئی ایس آئی، کو انڈیا بھیجا جائے گا، اگلے دن کہا۔ ''اوہ ہو غلطی ہوگئی، انہیں نہیں بھیجا جائے گا''۔

6- تختِ صدارت پر رونق افروز ہونے کے بعد اپنے امریکہ کے پہلے دورے پر روانہ ہونے سے پہلے آئی ایس آئی کو وزارتِ داخلہ کے ماتحت کرنے کا نوٹیفکیشن جاری کردیا، ابھی جہاز امریکہ نہیں پہنچا تھا تو کہا۔ ''اوہ ہو غلطی ہوگئی''، نوٹیفکیشن واپس لیا جاتا ہے۔

7- ''فرانس کے لئے سفیر فلاں محکمہ سے لیا جائے گا''، نوٹیفکیشن جاری کردیا گیا۔ دوسرے محکمہ والوں نے اس پر زبردست احتجاج کیا تو یوٹرن لیا کہ ''اوہ ہو غلطی ہوگئی، دوسرے محکمہ سے ہوگا''۔

8- ''کیری لوگر بل امریکی کانگریس سے منظور کروانا ہماری تاریخی کامیابی ہے''۔ پریس نے اس کی بعض شرائط پر واویلا کیا تو ''اوہ ہو غلطی ہوگئی''، بھاگم بھاگ واپس ترمیم کردیں۔

9- ''خلیل الرحمٰن رمدے کو کسی قیمت پر ایڈہاک جج نہیں لگایا جائے گا'' ''اوہ ہو غلطی ہوگئی، ابھی لگادیتے ہیں''۔

10- ثاقب نثار کو لاہور ہائی کورٹ کا چیف جسٹس بنانے کا نوٹیفکیشن جاری کردیا لیکن پھر ''اوہ ہو غلطی ہوگئی''، پہلا نوٹیفکیشن منسوخ، دوسرا جاری۔

11- ''چیف جسٹس خواجہ شریف سپریم کورٹ جائیں گے''۔ ''اوہ ہو غلطی ہوگئی، نہیں جائیں گے''۔

12- ''ججوں کی بحالی ایگزیکٹو executive آرڈر تھا جس کی توثیق قومی اسمبلی سے کرانے کی ضرورت ہے''۔ ''اوہ ہو غلطی ہوگئی، کسی توثیق کی ضرورت نہیں''۔

نبی اکرم ﷺ کی شانِ رحمت

امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید کی ایک خصوصی تحریر

ربیع الاوّل کے مہینہ کو نبی اکرم ﷺ سے خاص نسبت ہے۔ اِس کی 12 تاریخ آپؐ کی تاریخ وصال ہے اور ایک رائے کے مطابق یہی آپؐ کی تاریخ ولادت بھی ہے۔ چنانچہ اِسی نسبت سے اِس دن میلاد النبی ﷺ منایا جاتا ہے۔ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ سے ہر مسلمان عقیدت ومحبت اور جذباتی وابستگی رکھتا ہے۔ بنابریں ربیع الاوّل کے ان ابتدائی ایام میں سیرت کی محافل منعقد ہوتی ہیں، جن میں آپؐ کی بلند مرتبت اور عظیم الشان شخصیت کی عظمت کے پہلوؤں پر گفتگو ہوتی ہے، آپؐ کے مناقب کا تذکرہ ہوتا ہے۔ اسی حوالے سے راقم ”نبی اکرم ﷺ کی شان رحمت“ کے موضوع پر چند گزارشات پیش کرے گا۔

قارئین، جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ ہم نبی اکرم ﷺ کی عظمت کا ادراک کریں تو یہ بات ہمارے لیے ناممکن ہے۔ ہم بس یہی کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بعد اِس کائنات میں سب سے زیادہ قابل احترام ہستی حضرت محمد ﷺ کی ہے۔ ”بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر“ اللہ تعالیٰ نے اپنے مقدس کلام میں آپؐ کی عظمت کے بعض پہلوؤں کا ذکر کیا ہے، اُن میں سے ایک آپؐ کی شان رحمت ہے جس کا تذکرہ سورۃ الانبیاء میں کیا گیا ہے۔ فرمایا:

﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝﴾ [الانبیاء:107]

”اور (اے نبی) ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر تمام جہان والوں کے لیے رحمت بنا کر۔“

آپؐ کی ذاتِ گرامی کس کس پہلو سے رحمت ہے۔ ہم کلیتہً اِس کی حقیقت کو نہیں سمجھ سکتے۔ بہر حال یہ واضح ہے کہ آپؐ کی ذات، آپؐ کا پیغام ہدایت اور آپؐ کا عطا کردہ دین اور نظام عدل اجتماعی پوری نوع انسانی کے لیے رحمت کا سامان ہے۔ آپؐ کے ذریعے ہدایت کی جو روشنی پھیلی وہ انسانیت کے ہر ہر طبقے کے لیے مکمل رہنمائی ہے، خواہ وہ بڑے سے بڑا فلسفی، مفکر یا دانشور ہو یا ایک عام انسان، محنت کش یا مزدور۔ سورۃ الاعراف کی آیت 157 میں پوری نوع انسانی کے لیے بلکہ قیامت تک آنے والے انسانوں کے لیے آپؐ کی رحمت کے بعض اہم پہلوؤں کو نمایاں کیا گیا ہے۔ اس سے پہلے بنی اسرائیل کے استغفار کا ذکر ہے۔ جس کا پس منظر یہ ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام تورات کی الواح اور شریعت پانے کی غرض سے کوہِ طور پر گئے تو آپؑ کے پیچھے قوم نے بچھڑے کی پرستش شروع کر دی۔ یہ بہت بڑا جرم تھا۔ چنانچہ اِس جرم پر قوم کو سخت سزا دی گئی۔ سزا یہ تھی کہ جن لوگوں نے اِس جرم کا ارتکاب کیا تھا، انہی کے عزیزوں اور رشتہ داروں نے انہیں اپنے ہاتھوں سے قتل کیا۔ اس سزا کے بعد اجتماعی استغفار کے لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام قوم کے ستر افراد کو لے کر کوہِ طور پر تشریف لے گئے۔ وہاں اللہ سے استغفار ہوا، مغفرت کی جو دعائیں ہوئیں ان میں سے ایک دعا یہ ہے:

﴿وَاكْتُبْ لَنَا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَآ اِلَيْكَ ؕ﴾

”(پروردگار) ہمارے لیے اس دنیا میں بھی حسنات (بھلائیاں، خیر) لکھ دے اور آخرت میں بھی۔ ہم تیری طرف رجوع کرتے ہیں۔“

اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا:

﴿قَالَ عَذَابِيْٓ اُصِيْبُ بِهٖ مَنْ اَشَاۗءُ ۚ وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ۭ﴾

”فرمایا کہ جو میرا عذاب ہے اُسے تو جس پر چاہتا ہوں نازل کرتا ہوں۔ اور جو میری رحمت ہے وہ ہر چیز کو شامل ہے۔“

اب سوال یہ ہے کہ مجرم بھی تو انسان ہیں، تو کیا اللہ کی رحمت اُن کے بھی شامل حال ہوگی۔ اِس کی وضاحت قرآن مجید میں ایک اور جگہ پر کر دی گئی ہے، فرمایا: ﴿فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ رَّبُّكُمْ ذُوْ رَحْمَةٍ وَّاسِعَةٍ ۚ وَلَا يُرَدُّ بَاْسُهٗ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ۝﴾ [الانعام: 147] ”اور اگر یہ لوگ تمہاری تکذیب کریں تو کہہ دو تمہارا پروردگار صاحب رحمت وسیع ہے۔ مگر اُس کا عذاب گنہگار لوگوں سے نہیں ٹلے گا۔“ مطلب یہ ہے اللہ کی رحمت اپنی جگہ مگر جنہوں نے خود ہی اپنے آپ کو عذاب الٰہی کا مستحق بنایا، وہ اس کے عذاب سے بچ نہیں سکیں گے۔ دوسرے لفظوں میں اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ میرا دامن رحمت بڑا وسیع ہے۔ آؤ، میری طرف توجہ کرو۔ آؤ، مجھ سے گناہوں کی مغفرت مانگو۔ آؤ، میرا دامن رحمت تھام لو۔ اب اگر کوئی خود ہی اُس سے رجوع نہ کرے، جو عملاً طے کر دے، میں نے اس کی رحمت سے محروم رہنا ہے تو ظاہر ہے ایسے ظالم کے لیے اللہ کا عذاب پھیرا نہیں جائے گا۔ یہ اسی قسم کی بات ہے جو آپؐ نے ایک موقع پر فرمائی کہ: ”ہر بندۂ مومن جنت میں داخل ہوگا ماسوائے اس کے کہ جو خود ہی انکار کر دے۔ صحابہ ؓ نے پوچھا: یارسول اللہ ﷺ کون ہوگا، جو جنت میں جانے سے انکار کرے۔ آپؐ نے فرمایا: جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہو جائے گا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے گویا خود ہی جنت میں جانے سے انکار کر دیا۔“

اللہ تعالیٰ نے آگے فرمایا:

﴿فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ

﴿وَالَّذِیْنَ هُمْ بِاٰیٰتِنَا یُؤْمِنُوْنَ ۝﴾
”میں لکھ لوں گا اِس رحمت کو ان لوگوں کے لیے جو تقویٰ اختیار کریں گے اور زکوٰۃ دیں گے اور جو ہماری آیات پر ایمان رکھتے ہوں گے۔“

مفسرین کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ایک رحمت عام ہے اور ایک خاص۔ یہاں رحمت خاص کا ذکر ہو رہا ہے۔ اس کے مستحق وہ لوگ ہوں گے جو تقویٰ اختیار کریں گے، زکوٰۃ دیں گے یعنی حقوق اللہ اور حقوق العباد کا خیال رکھیں گے اور اللہ کی تمام آیات پر ایمان لائیں گے۔ یہی وہ لوگ ہوں گے جو نبی کا اتباع کریں گے۔ چنانچہ فرمایا:

﴿اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ ......﴾
”وہ لوگ جو میرے رسولِ امی کا اتباع کریں گے۔“

دیکھئے، نبی اکرم ﷺ کی رحمت للعالمینی ویسے تو عام ہے لیکن رحمت خاص اُن لوگوں کے لیے ہے جو آپؐ پر ایمان لانے والے ہیں اور آپؐ کی اتباع کرنے والے ہیں۔ یعنی اگر کوئی پہلے سے یہودی یا عیسائی تھا مگر اس دور میں پیدا ہوا جو نبیؐ کی رسالت کا دور تھا تو وہ آنحضرتؐ پر ایمان لائے گا اور آپؐ کا اتباع کرے گا تو ہی اللہ کی رحمت کا مستحق ٹھہرے گا۔ ”اتباعِ رسول“ سے کیا مراد ہے، اس کے آگے وضاحت آ رہی ہے، لیکن اس سے پہلے نبی اکرم ﷺ کی رحمت للعالمینی کے جو مختلف پہلو ہیں اُن میں سے بعض کا تذکرہ ہے۔ سب سے پہلے رسولِ رحمت کی عظمت کے اظہار کے لیے فرمایا کہ رسول کریم ﷺ ایسے نہیں آ گئے کہ ان کی آمد کی کسی کو خبر نہ تھی، بلکہ تورات اور انجیل میں اُن کی تشریف آوری کے لیے جابجا پیشین گوئیاں موجود ہیں:

﴿الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَکْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ﴾
”جن (کے اوصاف) کو وہ اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔“

آپؐ کی رحمت للعالمینی کا پہلا مظہر یہ ہے کہ:
((یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْکَرِ))
”جو (نبیؐ) معروف کا حکم دیتے ہیں اور منکر سے روکتے ہیں۔“

سوال یہ ہے کہ ہر نبی اور رسول امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا رہا، خیر کی تلقین کرتا رہا اور شر سے روکتا رہا، پھر یہاں خصوصیت سے اس کے تذکرہ کا کیا مطلب ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ معروف ومنکر اور خیر وشر جو بہت پرانی بحث ہے اس میں آخری اور کامل فیصلہ آپؐ کا ہے۔ آپؐ کی سنت، آپؐ کے فرامین خیر وشر اور معروف اور منکر کے لیے معیار ہیں۔ جس بات کا آپؐ نے حکم دیا وہی معروف ہے اور جس سے روک دیا وہ منکر ہے۔ گویا آپؐ نے اللہ کے اذن سے معروف ومنکر اور خیر وشر کی بحث کو پایۂ تکمیل تک پہنچا دیا۔ چونکہ آپؐ نے معروف ومنکر اور خیر وشر کا فیصلہ فرما دیا، اس لیے قرآن مجید میں حکم دیا گیا ہے کہ: ﴿وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾ [الحشر: 7] ”رسول ﷺ جو کچھ تمہیں دیں اس کو تھام لو اور جس سے روک دیں اُس سے باز آ جاؤ۔“ اب ہر دور میں اگر کسی کو یہ دیکھنا ہے کہ کیا شے معروف ہے اور کیا منکر تو اس کا معیار آپؐ کی سنت، آپؐ کا اسوۂ کامل ہے۔

منافقین کی روزِ اوّل سے یہ کوشش ہے کہ اس معیار کو بدل ڈالیں، اس کو تلپٹ کر دیں۔ انہی کی سازشوں کا نتیجہ ہے کہ آج منکرات کو معروفات کا درجہ حاصل ہو چکا ہے۔ مثلاً آپؐ نے تعلیم دی کہ حیا ایمان کا حصہ ہے۔ اس کے مقابلے میں اسلامی تعلیمات کی رو سے بے حیائی اور عریانی شیطنت ہے۔ کیونکہ یہ شیطان ہی ہے جو انسان کو حیا سے محروم کر کے حیوانیت کے راستے پر لانا چاہتا ہے۔ اُس کی کوشش ہے کہ اُسے شرفِ انسانیت سے محروم رکھے۔ آج معاشرہ میں جس چیز کو معروف سمجھا جاتا ہے، وہ بے حیائی ہے۔ شیطان اور اُس کے پیروکار انسان کو بالکل ہی لباسِ حیا سے محروم کر دینا چاہتے ہیں۔ ماں، بہن، بیٹی اور بیوی کے فرق کو مٹا دینا چاہتے ہیں۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ عالم مغرب میں خاندان کا شیرازہ بکھر چکا ہے۔ ناجائز تعلقات کی گرم بازاری ہے۔ معاشرہ کی اکثریت ان بچوں کی ہے جن

بانیٔ تنظیم اسلامی وداعیٔ تحریک خلافت پاکستان ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ
کی سیرتِ رسول ﷺ پر چند فکر انگیز تصانیف

کی ولدیت کی کسی کو خبر نہیں۔ یہ بچے ایسی فضا میں پرورش پا رہے ہیں کہ والدین کی شفقت سے محروم ہیں...... اِس کے علاوہ جدید تہذیب میں خود غرضی اور مفاد پرستی کو معروف کا درجہ دے دیا گیا ہے اور ایثار و قربانی وغیرہ ثانوی حیثیت اختیار کر گئی ہیں۔ نظریۂ افادیت (Utilitarianism) اعلیٰ اخلاقی اقتدار کو تلپٹ کر رہا ہے۔ کہا یہ جا رہا ہے کہ اصل بھلائی اور خیر وہ کام ہے جس سے انسان کو ذاتی نفع حاصل ہو، یا کوئی لذت حاصل ہو۔ اگر کسی کام سے ذاتی منفعت حاصل نہیں ہوتی تو اس کی کوئی حیثیت نہیں۔ یہ تو وقت کا ضیاع ہے۔ کفار کے ساتھ ساتھ منافقین بھی آج اسی شیطانی تہذیب کو فروغ دے رہے ہیں۔ کیونکہ قرآن حکیم کے مطابق یہی منافقین کا کام ہے۔ اندریں حالات سسکتی ہوئی انسانیت کی بھلائی اِسی میں ہے کہ وہ معروف اور منکر کے اُس معیار کو اختیار کر لے جو نبی اکرم ﷺ نے عطا فرمایا ہے۔ اسی صورت میں وہ آپؐ کی رحمت للعالمینی سے اکتسابِ فیض کر سکے گی، ورنہ اس معیار کو ترک کر کے انسان خود اپنے ہی پاؤں پر کلہاڑی مارے گا۔ انسانیت کا خون کرے گا۔ انسانیت کی دھجیاں بکھیرے گا۔

آپؐ کی رحمت للعالمینی کا مظہر یہ بھی ہے کہ آپؐ نے حلال اور حرام کو کھول کر بیان فرمایا۔ فرمایا:

﴿وَیُحِلُّ لَھُمُ الطَّیِّبٰتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیْھِمُ الْخَبٰٓئِثَ﴾

’’اور (آپؐ) ہر طیب (پاک صاف) چیز کو اُن کے لیے حلال کرتے ہیں اور ہر خبیث (نجس و ناپاک) شے کو اُن پر حرام ٹھہراتے ہیں۔‘‘

یہودیوں کی شرارتوں کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے بعض حلال چیزیں بھی ان پر حرام قرار دی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو رحمت للعالمین بنا کر بھیجا۔ اب آپؐ کی رحمت کا تقاضا یہ ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہر پاکیزہ شے کو جائز اور حلال قرار دیں اور ہر ایسی شے جس میں نجاست اور خباثت ہے، انسانیت کو اُس کی مضرت سے بچانے کے لیے اُس سے روک دیں یعنی اُس چیز کو حرام کر دیں۔ حلت و حرمت کا یہ مستقل فیصلہ نبی رحمت ﷺ نے کر دیا۔ اب ہر وہ چیز حرام ہے جو نبی ﷺ نے حرام قرار دی اور ہر وہ چیز جس پر آپؐ نے حرمت کا حکم نہیں لگایا، حلال ہے۔

نبی اکرم ﷺ کی رحمت کا مظہر یہ بھی ہے کہ آپؐ نے انسانیت کو ناروا بوجھوں اور غلامی کے طوقوں سے نجات دلائی۔ فرمایا:

﴿وَیَضَعُ عَنْھُمْ اِصْرَھُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِیْ کَانَتْ عَلَیْھِمْ ط﴾

’’اور ان پر سے بوجھ اور طوق جو ان (کے سر) پر (اور گلے میں) تھے اتارتے ہیں۔‘‘

اس کا ایک پہلو تو یہ ہے کہ جسے مفسرین نے بیان کیا ہے کہ پچھلی امتوں کی شریعتوں میں بعض احکامات بڑے سخت تھے۔ ان کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کے ذریعے اس امت کے لیے بہت آسانیاں پیدا فرمائیں۔ مثال کے طور پر روزہ ہی کو دیکھیں۔ ہمارا روزہ صبح صادق سے شروع ہوتا ہے اور غروب آفتاب پر ختم ہوتا ہے۔ یہود کے ہاں سحری کا تصور نہیں تھا، بلکہ اُن کا روزہ رات سے ہی، جب وہ سو جاتے تھے شروع ہو جاتا تھا۔ وہ اصل بوجھ اور طوق جن سے آپؐ نے انسانیت کو نجات دلائی اِس کے علاوہ کچھ اور بھی ہیں۔ وہ کیا ہیں۔ ہم ان میں سے چند ایک کو مختصراً بیان کر رہے ہیں۔

سب سے بڑا طوق جس سے آپؐ نے نوعِ انسانی کو چھٹکارا دلایا، وہ غلامی کا تھا۔ آپؐ سے پہلے ملوکیت اور شہنشاہیت کا دور دورہ تھا۔ دنیا میں جابرانہ ملوکیت (Monarchy) کا نظام رائج تھا۔ اس نظام میں تمام ریاستی اختیارات ایک ہی خاندان کے پاس تھے۔ وہی سیاہ و سفید کا مالک تھا۔ اُسے تمام حقوق حاصل تھے۔ قانون سازی پر بھی اُسی کا حق تھا، وہ جو چاہتا قانون بناتا۔ رعایا کے کوئی حقوق نہ تھے۔ اُن کا کام حکمرانوں کی خدمت کرنا، بادشاہ کے بنائے ہوئے قوانین کی پاسداری کرنا اور محصول ادا کرنا تھا۔ اس طرح پوری قوم بادشاہ کی غلام ہوتی تھی۔ انسانی حقوق اور مساوات کے تصورات یکسر ناپید تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے آ کر انسانیت کو غلامی کے بندھن اور ظالمانہ شہنشاہیت سے نجات دلائی۔ انسانی حقوق کا تصور عطا فرمایا۔ سیاسی سطح پر اللہ تعالیٰ کی حاکمیت پر مبنی وہ نظام عدل اجتماعی قائم کر کے دکھایا جس میں مساوات پائی جاتی ہے۔ قانون کا اطلاق سب پر ہوتا ہے۔ اس معاملے میں خلیفہ اور رعایا میں بھی کوئی امتیاز نہیں کیا جاتا۔ اس طرح یہ نظام انسانیت کو بادشاہوں کی غلامی سے نجات دیتا ہے۔

یہی وہ بات ہے جو سعد بن ابی وقاص ؓ کے سفیر ربعی عامر نے ایرانی سپہ سالار سے کہی تھی کہ: ’’ہم ایک ایسی قوم ہیں جسے اللہ نے اس مقصد کے لیے مبعوث کیا ہے کہ ہم اُس کی مخلوق کو بندوں کی غلامی سے نکال کر اللہ وحدہٗ لاشریک کی غلامی میں دے دیں...... اور باطل ادیان اور طاغوتی قوتوں کے ظلم و جور سے بچا کر اسلام کے سایہ رحمت میں لے آئیں۔‘‘

ظالمانہ ملوکیت کے ساتھ ساتھ استحصال کی ایک اور صورت مذہبی طبقات کی اجارہ داری تھی۔ ہر دور میں مذہبی طبقے اللہ اور اس کی مخلوق کے درمیان واسطہ بن کر بیٹھ جاتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ہماری مٹھی گرم کرو، ہمیں خوش کرو، نذرانے دو، ہم تمہاری بات آگے پہنچائیں گے، کیونکہ تم ناپاک اور گناہگار ہو، براہ راست اللہ تعالیٰ سے ہم کلام نہیں ہو سکتے۔ یہ مذہبی غلامی کا طوق تھا جو انسانوں کی گردنوں میں پڑا تھا۔ آپؐ نے انسان کو اس طوق سے بھی نجات دلائی اور انسانیت پر واضح کر دیا کہ خالق و مخلوق کے درمیان کوئی واسطہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ سے براہ راست دعا کی جائے۔ وہ ہر ایک کی دعا کو سنتا اور اس کا جواب دیتا ہے۔ قرآن حکیم میں فرمایا: ﴿وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ط اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ......﴾[البقرۃ:186]

’’(اے نبی ﷺ) میرے بندے جب میرے بارے میں پوچھیں (تو آپ بتا دیجیے) میں بالکل قریب ہوں۔ میں ہر پکارنے والے کی پکار کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ پس انہیں چاہیے کہ مجھے ہی پکاریں......‘‘

اسی بات کو اقبال نے شعری جامہ پہنایا تو گویا ہوئے:

کیوں حائل رہیں خالق و مخلوق میں پردے
پیرانِ کلیسا کو کلیسا سے اٹھا دو

آپؐ کی رحمت للعالمینی کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ آپؐ نے بنی نوع انسان کو ناروا بوجھوں سے نجات دلائی۔ یہ ناروا معاشرتی رسومات کے بوجھ تھے، جن کے نیچے انسانیت کراہ رہی تھی۔ مثلاً پیدائش، وفات اور شادی بیاہ کی رسومات وغیرہ۔ ان رسومات کی ابتدا بالعموم امیر طبقات سے ہوتی ہے، مگر جب ایک دفعہ یہ شروع ہو جاتی ہیں تو پھر سب لوگ انہیں اختیار کر لیتے ہیں۔ اِن کو ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ پھر یہ "Social Compulsion" بن جاتی ہیں۔ چنانچہ معاشرہ کی عظیم اکثریت ان کے بوجھ تلے پس کر رہ جاتی ہے لیکن خواہی نخواہی انہیں انجام دینا پڑتا ہے۔ افسوس کہ آج ہمارا معاشرہ انہی رسومات میں جکڑا ہوا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں نبی رحمت ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

☆☆☆

اُندلس کے مسلمان اور اہل پاکستان

معین باری

سندھ طاس واٹر کونسل پاکستان کے چیئرمین اور عالمی پانی اسمبلی کے چیف کوآرڈینیٹر حافظ ظہور الحسن ڈاہر نے بیان دیا ہے کہ ''بھارت پاکستانی دریاؤں پر 62 ڈیم مکمل کرنے کے قریب ہے اور مزید 31 ڈیموں کی تعمیر شروع کر رہا ہے۔

بھارت نادرن کینال لنک کے بڑے منصوبے پر عمل پیرا ہے جس پر 230 ارب ڈالر لاگت آئیگی۔ اس منصوبے کے ذریعے پاکستان کے دریاؤں کو بھارتی دریاؤں کے ساتھ لنک کیا جارہا ہے۔ یہ منصوبہ 2012ء تک پاکستان کی طرف بہنے والے تمام دریاؤں کا رخ بھارت اپنے کھیتوں کی طرف موڑلے گا اور پاکستان کی طرف ایک گھونٹ پانی نہیں آسکے گا۔'' موصوف نے پریس کانفرنس میں کہا ''بھارتی آبی دہشتگردی کے باعث اب دریا چناب اور جہلم میں ایک قطرہ پانی نہیں رہا۔ ہیڈ مرالہ سے جو دو ہزار کیوسک پانی آرہا ہے یہ صرف پلکھو نالہ کا ہے۔ دریا چناب میں پاکستان کی طرف ایک گھونٹ پانی نہیں آرہا۔ تمام ششماہی نہریں اور اکثر سالانہ نہریں بند پڑی ہیں۔'' بعض اخبارات میں زرعی ماہرین کے بیانات شائع ہوئے ہیں۔ لکھا ہے ''پانی کی کمی کی وجہ سے گندم کی فصل جو 22.3 ملین ایکڑوں پر بوئی گئیں ان کے سوکھنے کا خدشہ ہے۔ بارانی زمینوں میں 50 فیصد گندم کی بوائی نہیں ہوسکی۔'' چیئرمین ریجنل کمیٹی ایکسپورٹ اینڈ ٹریڈ آف فیڈرل چیمبر آف کامرس مسٹر خاور رشید نے کہا ''بھارت پاکستانی دریاؤں پر ڈیمز تعمیر کر رہا ہے جس سے پانی کی قلت پیدا ہوئی جس نے انڈسٹری اور زراعت کو بری طرح متاثر کیا۔ حکمران بھارتی آبی جارحیت کے خلاف کوئی اقدام نہیں کر رہے۔'' خطرہ ہے کہ اگر بھارت کو آبی جارحیت سے نہ روکا گیا، آئندہ چند سالوں میں وطن عزیز صومالیہ، یوگنڈا، ایتھوپیا کی طرح قحط زدہ ریگستان بن جائے گا۔ اوپر سے بارشیں بند ہیں۔

بھارت اتحادیوں سے مل کر ملک کے اندر دہشت گردی کرا رہا ہے۔ ڈائریکٹر جنرل آئی ایس آئی نے امریکی ڈائریکٹر سی آئی اے کو سی آئی اے کی دہشت گردی میں مداخلت کے ثبوت پیش کیے اور واضع کیا کہ سی آئی اے کے اہلکار دہشت گردی کی کارروائیوں میں مداخلت کر رہے ہیں۔ جیو پر ایک پروگرام میں امریکن جرنلسٹ کو پیش کیا گیا جس نے انکشاف کیا کہ پاکستان کا ایٹمی اسلحہ اٹھانے کے لیے 200 بلیک واٹر کے تربیت یافتہ گوریلے پی آئی اے کے ذریعے پہلے دبئی پہنچائے گئے۔ بعد میں اسلام آباد پہنچے جو امریکن ایمبیسی میں قیام پذیر ہیں۔ دہشتگردوں کا سب سے بڑا مرکز جلال آباد کے نزدیک سرخرد کے مقام پر ہے جہاں فاٹا اور بلوچستان سے لائے گئے پاکستانی نوجوانوں کو ٹرینڈ اور مسلح کیا جاتا ہے۔ افغانستان میں بھارتی کونسل خانوں میں بھارتی ایجنسی را اور موساد بھی دہشت گردوں کو تیار کر کے پاکستان بھیجتی ہیں، پاکستان کے پاس اس کے ثبوت ہیں، جب حکومت پاکستان اور پختون طالبان کے درمیان کوئی معاہدہ طے پاتا ہے۔ یہ دہشت گرد کارروائیاں کر کے تڑوا دیتے ہیں۔

قبائلیوں پر حملے اور پاکستان کے اندر گوریلا کارروائیاں کروانے کا مقصد پاک مسلح افواج کو تھکانا اور پھیلانا ہے تاکہ مشرقی جانب سے بھرپور حملے کے وقت پاک فوج جم کر مقابلہ نہ کر سکے۔ بعض عسکری ماہرین بلیک واٹر جو نام بدل کر دہشت گردی کروا رہی ہے اور جس کا ہدف ایٹمی تنصیبات ہیں ملکی سلامتی کے لیے خطرہ تصور کرتے ہیں۔ دشمنوں کی پاکستان کے خلاف EARTH SCORTCHED پالیسی بہت حد تک کامیاب رہی ہے۔ سوات، دیر، مالاکنڈ میں لاکھوں پناہ گزین بن کر آباد ہوئے۔ گھرانے باغات، دیہات اور شہر خاک وخوں میں نہلا گئے۔ جنوبی وزیرستان کے بعد اب شمالی وزیرستان میں فوجی آپریشن ہونے والا ہے۔ گزشتہ ہفتے امریکی وزیر دفاع رابرٹ گیٹس پاکستان آئے۔ انہوں نے حکمرانوں کو شمالی وزیرستان پر بھی فوج کشی کے لیے کہا۔ پہلے تو پاکستانی قیادت نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ اس سے عوام نے سکھ کا سانس لیا، بعد میں وزیر خارجہ نے شمالی وزیرستان میں آپریشن کرنے کا عندیہ دیا۔ جس سے قوم مایوس ہوئی بعض غیرملکی تجزیہ نگاروں نے خدشہ ظاہر کیا تھا کہ پاک فوج کا وزیرستان میں آپریشن خودکشی کے مترادف ہوگا۔

یورپی صحافی DAVID لکھتا ہے: ''انگریزوں نے 1850ء سے 1880ء کے درمیان وزیریوں اور محسود قبیلوں کیخلاف 6 حملے کیے جو ناکام رہے۔ 1860ء میں انگریز فوج کا بہت نقصان ہوا۔ محسود سرداروں نے انگریزوں سے گفتگو کرنے سے انکار کر دیا۔ جبکہ انگریزوں نے ان کے گھربار تباہ کر دیئے۔ پھر فرنگی فوج ناامید ہو کر پسپا ہوگئی۔ ایسے قبائل سے پاک فوج کو جنگ کی بجائے گفت وشنید کے ذریعے مسائل کا حل تلاش کرنا چاہئے۔ اب تو امریکی اور نیٹو قیادت نے بھی پختونوں کے سامنے ہاتھ کھڑے کر دیئے ہیں اور تسلیم کیا ہے کہ ان سے جنگ جیتی نہیں جا سکتی۔ حالیہ لندن کانفرنس میں طالبان سے جنگ کی بجائے امن وسلامتی کے طریق زیر بحث آئے، جہاں فیصلہ ہوا کہ ماڈریٹ طالبان قیادت سے روابط قائم کیے جائیں۔ انہیں سمجھایا جائے کہ جنگ وجدل کا راستہ ترک کر دیں اور ان کی ہر طریق سے امداد کی جائے۔ اگر یورپ امریکہ پختون مجاہدین سے میدان جنگ میں زچ ہو کر ان سے صلح کا خواہاں ہے تو پاکستانی حکمرانوں کو شمالی وزیرستان میں نیا محاذ کھولنے میں کونسا کرشمہ نظر آتا ہے۔ آج پوری قوم کی آواز ہے کہ وزیرستان میں جنگ بندی کی جائے اور مسائل جرگوں کے ذریعے افہام وتفہیم سے حل کیے جائیں۔ حکمرانوں کو چاہئے کہ قومی آواز کو بھی سن لیا کریں۔ طالبان دھمکیاں دے رہے ہیں کہ اگر پاک فوج نے آپریشن کیا تو وہ بھی اعلان جنگ کر دینگے اور پاکستان میدان جنگ بن جائے گا۔ کیا وطن عزیز مزید خانہ جنگی کا متحمل ہوسکتا ہے۔ ایسے وقتوں میں جبکہ ہمارا ازلی دشمن جنگ کی دھمکیاں دے رہا ہو اور ہمارے اتحادی

اس کی پشت پناہی کر رہے ہوں۔ بھارتی سیناپتی جنرل دیپک کپور نے اعلان کیا ہے کہ بھارت پاکستان اور چین کے خلاف دو مکھی جنگ کر کے 96 گھنٹوں میں میدان مار سکتے ہیں۔ یہ بھی کہا کہ ”جنگ کی صورت میں بھارت کو امریکہ اور روس کی طرف سے مدد ملے گی اور محدود ایٹمی جنگ کی دھمکی بھی دی۔ چند دنوں بعد امریکی وزیر دفاع مسٹر رابرٹ گیٹس نے بھارتی سیناپتی کے بیان کی تائید کر دی۔ منموہن سنگھ سے ملاقات بعد مسٹر گیٹس نے بیان دیا کہ ”اگر بمبئی طرز کا پھر حملہ ہوا تو بھارت زیادہ صبر سے کام نہیں لے گا۔ ایسا حملہ ہونے کی صورت میں بھارت کی قوت برداشت ختم ہو سکتی ہے۔ ایسے حالات میں امریکہ بھارت کو جارحانہ اقدام سے نہیں روک سکتا۔“ اس سے ظاہر ہے کہ اتحاد ثلاثہ (بھارت، امریکہ، اسرائیل) کے پاکستان کے خلاف ارادے نیک نہیں ہیں۔ وہ ممبئی جیسا حادثہ کرا کے جنگ کی صورت بنا سکتے ہیں۔ جنگی ایام میں جبکہ ملک کے اندر خانہ جنگی ہو۔ دشمنوں کو امید ہے کہ وہ اپنے اہداف (ایٹمی تنصیبات پر قبضہ اور آزاد بلوچستان) حاصل کر سکتے ہیں۔

شمالی وزیرستان میں فوجی آپریشن خودکشی کے مترادف ہوگا۔ آئندہ پاک بھارت جنگ میں پاک فوج دو محاذوں پر نہیں لڑ سکتی۔ مشرقی سرحدوں پر کڑی نظر رکھی جائے۔ اللہ کے بعد دوستوں کی مدد کا ملنا ضروری ہے۔ چین نے جو پاکستان میں فوجی اڈے کھولنے کی تجویز دی ہے۔ حکومت پاکستان کو اس پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہئے۔ اس پر عملدرآمد سے ملکی دفاع مضبوط ہو سکتا ہے۔ آج صورتحال یہ ہے کہ دشمن جنگ کی دھمکیاں دے رہا ہے۔ خانہ جنگی ہو رہی ہے پاک فوج کو تقسیم اور بکھیرنے کی کوشش ہو رہی ہے۔ ایٹمی تنصیبات پر قبضہ کی منصوبہ بندی ہو چکی ہے۔ اگر ملکی ادارے اور قبیلے آپس میں لڑتے رہے تو ہنود و یہود کی یلغار کو کون روکے گا؟ چاروں اطراف سے گھرا پاکستان اور اسلامی کلچر کو کون بچائے گا۔ جان لو! کہ آخری معرکہ قریب آ چکا۔ پاکستان کو صرف اتحاد، یکجہتی، قوت ایمان، باصلاحیت قیادت اور بہادر مسلح افواج ہی اس گہری دلدل سے نکال سکتے ہیں۔ جیت گئے تو ملک اور عزتیں محفوظ رہیں گی، ہار گئے تو دشمن وہی حال کرے گا جو اندلس کے مسلمانوں کا ہوا تھا۔ (بشکریہ روزنامہ ”نوائے وقت“)

☆☆☆

پاکستان کا مطلب کیا؟

بانیان پاکستان کے بیسیوں بیانات ایسے ہیں جن سے پاکستان کو سیکولر ریاست قرار دینے کے بارے میں سیکولر عناصر کے جھوٹے پروپیگنڈے کی قلعی کھل جاتی ہے اور یہ حقیقت آشکارہ ہو جاتی ہے کہ اُن کا مطمح نظر عصر حاضر کی مثالی اسلامی فلاحی ریاست کا قیام تھا، جو مصائب و آلام اور ظالمانہ نظاموں کے شکنجے میں جکڑی ہوئی انسانیت کے لیے مینارۂ نور ثابت ہو سکے

محبوب سبحانی

دو قومی نظریہ اور نظریۂ پاکستان کا دوسرا نام اسلامی نظریہ ہے۔ افسوس آج اسے متنازعہ بنایا جا رہا ہے۔ مشرقی پاکستان کے بنگلہ دیش بننے کے بعد بقیہ پاکستان کے تحفظ کا تقاضا تو یہ تھا کہ نظریۂ پاکستان کے تحفظ کا خلوص نیت سے اہتمام کیا جاتا، مگر ہمارے حکمرانوں نے ایسا نہ کیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ملک، صوبائی، لسانی اور علاقائی عصبیتوں کا شکار ہو گیا۔ اس وقت پورا ملک انتشار کا شکار ہے۔ ملک کی بقا و سلامتی کا انحصار اس بات پر ہے کہ ہم صوبائی، علاقائی اور لسانی تعصبات سے بالاتر ہو کر ملک میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اعلیٰ، محمد مصطفیٰ ﷺ کی شریعت کی بالادستی کو یقینی بنائیں، جیسے کہ قرارداد مقاصد میں طے ہو چکا ہے۔ مگر المیہ یہ ہے سیکولر طبقات پاکستان کی اسلامی شناخت مٹانے کے درپے ہیں۔ وہ اس مقصد کے لیے قائداعظم کو سیکولرازم کا علمبردار ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، جو دراصل بانیٔ پاکستان کی توہین کے مترادف ہے۔ دراصل ایسے ناپاک عزائم رکھنے والے لوگ نہ صرف بانیٔ پاکستان کی توہین کے مرتکب ہو رہے ہیں بلکہ وہ تقسیم ہند کے اساسی فلسفے کی نفی کر رہے ہیں۔ اگر پنڈت جواہر لال نہرو اور گاندھی کی طرح بانی پاکستان قائداعظم بھی سیکولرازم چاہتے تھے تو پھر لاکھوں مسلمانوں کی قربانیوں کا کیا جواز تھا، اور ملک کو دو حصوں میں تقسیم کر کے لاکھوں لوگوں کو اپنا گھربار چھوڑنے اور ہجرت پر مجبور کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ قائداعظم کے بیسیوں بیانات ایسے ہیں جن میں انہوں نے واضح لفظوں میں یہ بات کہی ہے کہ مسلمان ایک اپنا الگ ضابطہ حیات رکھتے ہیں۔ جو لوگ آج قائداعظم کو سیکولر قرار دیتے ہیں، وہ قائداعظم کے ایسے بے شمار بیانات کو جھٹلاتے ہیں۔

اگست 1941ء میں قائداعظم محمد علی جناح حیدرآباد تشریف لے گئے۔ بعض نوجوانوں نے اُن سے اسلامی تعلیمات کے بارے میں کچھ سوالات کئے اور اسلامی حکومت اور سیکولر حکومت کا فرق معلوم کرنا چاہا تو قائداعظم نے فرمایا: ”اسلام میں نہ کسی بادشاہ کی اطاعت ہے اور نہ کسی پالیمان کی اور نہ کسی اور شخص یا ادارے کی، بلکہ قرآن کریم کے احکام ہی سیاست، معاشرت میں ہماری آزادی اور پابندی کی حدود متعین کرتے ہیں۔ اسلامی حکومت دوسرے الفاظ میں قرآنی اصول واحکام کی حکمرانی ہے، اور حکمرانی کے لیے بہرحال آپ کو علاقہ اور سلطنت کی ضرورت ہے۔ مسلم لیگ کی تنظیم، اس کی جدوجہد، اس کا رخ اس کی راہ سب اِس سوال کے جواب میں ہے۔“

21 نومبر 1945ء کو سرحد میں مسلم لیگ کانفرنس میں تقریر کرتے ہوئے قائداعظم نے فرمایا: ”مسلمان پاکستان کا مطالبہ کرتے ہیں، جہاں وہ اپنے ضابطہ حیات، اپنے تمدنی ارتقاء اور اسلامی قوانین کے مطابق حکومت کر سکیں۔ برعکس ازیں ہندو کانگریس کو ’اکھنڈ بھارت‘ مطلوب ہے۔“

25 نومبر 1945ء کو قائداعظم نے اسلامیہ

بانیٔ پاکستان نے فرمایا:

''جہلاء کے سوا ہر شخص اس امر سے واقف ہے کہ قرآن کریم مسلمانوں کا ضابطہ حیات ہے۔ یہ ایک دینی، معاشرتی، سول، تجارتی، فوجی، عدالتی، فوجداری ضابطہ ہے''

کالج پشاور کے طلبہ سے خطاب کیا۔ جس میں انہوں نے مسلم لیگ کے ارتقاء کے مراحل کا ذکر کرنے کے بعد اُس کے سیاسی نصب العین کو واضح کرتے ہوئے کہا: ''مسلم لیگ اس بات کی قائل ہے کہ ہند میں جہاں مسلمانوں کی عددی اکثریت ہے ایسی ریاستیں تشکیل دے دی جائیں جہاں مسلمان اسلامی قانون کے تحت حکومت کرسکیں۔''

27 نومبر 1945ء کو ایڈورڈ کالج پشاور کے طلبہ کے سپاسنامے کے جواب میں قائداعظم نے جو تقریر کی، اُس میں فرمایا: ''ہم دو بڑی قومیں نہ صرف مذہبی اعتبار سے مختلف ہیں، بلکہ دو مختلف ثقافتوں کے حامل بھی ہیں۔ ہمارے دین میں ایک مکمل ضابطہ حیات موجود ہے، جو زندگی کے ہر شعبے میں رہنمائی کرتا ہے، اور ہم انہیں اقدار کے مطابق زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں، لیکن ہندو قیادت ''رام راج'' قائم کرنے اور مسلمانوں کو ایک اقلیت بنانے کا تہیہ کیے بیٹھی ہے۔''

اسلامیہ کالج پشاور کے طلبہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ''مسلم لیگ ہندوستان کے ان حصوں میں آزاد ریاست کے قیام کی علمبردار ہے جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے، تاکہ وہ وہاں اسلامی قانون کے مطابق حکومت کرسکیں''۔

قیام پاکستان کے بعد 26 نومبر 1948ء کو قائداعظم نے یوم میلادالنبیؐ کے موقع پر اپنے اعزاز میں کراچی بار ایسوسی ایشن کی جانب سے دیئے گئے ایک استقبالیہ سے خطاب کرتے ہوئے اُن لوگوں کے خیالات کی دوٹوک الفاظ میں نفی کی جو یہ پروپیگنڈا کر رہے تھے کہ پاکستان کا نظام اور دستور اسلامی نہیں سیکولر ہوگا۔ قائد نے فرمایا: ''میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ لوگوں کا ایک طبقہ جو دانستہ طور پر شرارت کرنا چاہتا ہے، یہ پروپیگنڈا کر رہا ہے کہ پاکستان کے دستور کی اساس شریعت پر استوار نہیں کی جائے گی۔'' انہوں نے کہا: ''جو لوگ گمراہ ہوگئے ہیں یا کچھ لوگ جو اس پروپیگنڈے سے متاثر ہوگئے ہیں، میں انہیں بتا دینا چاہتا ہوں کہ نہ صرف مسلمانوں بلکہ غیر مسلموں کو بھی خوف زدہ ہونے کی ضرورت نہیں۔'' مزید کہا: ''ہمیں اُسے (شریعت کو پاکستان کا آئندہ دستور) بنا لینے دیجئے۔ ہم یہ بنائیں گے اور ہم اسے ساری دنیا کو دکھائیں گے۔''

8 ستمبر 1945ء کو مسلمانانِ ہند کے نام اپنے پیغام عید میں قائداعظم نے کہا: ''ہر مسلمان جانتا ہے کہ قرآنی احکام صرف مذہبی اور اخلاقی امور تک محدود نہیں۔ گبن کے بقول اٹلانٹک سے گنگا تک قرآن کو ایک بنیادی ضابطے کے طور پر تسلیم کیا جاتا ہے، نہ صرف دینیات کے اعتبار سے بلکہ سول اور فوجداری ضابطوں اور ایسے قوانین کے لحاظ سے جو بنی نوع انسان کے افعال اور املاک پر اللہ تعالیٰ کے غیر مبدل قوانین کے طور پر محیط ہے۔ جہلاء کے سوا ہر شخص اس امر سے واقف ہے کہ قرآن کریم مسلمانوں کا عام ضابطہ حیات ہے۔ یہ ایک دینی، معاشرتی، سول، تجارتی، فوجی، عدالتی، فوجداری ضابطہ ہے، رسوم مذہب ہی سے متعلق نہیں بلکہ روزمرہ زندگی سے متعلق بھی۔ روح کی نجات سے لے کر جسمانی صحت تک، حقوق العباد سے لے کر فرد واحد کے حقوق تک، اخلاقیات سے لے کر جرائم تک، اس دنیا میں سزا سے لے کر عقبیٰ میں سزا تک۔''

یکم جنوری 1948ء کو بانیٔ پاکستان نے سٹیٹ بینک کی افتتاحی تقریب سے خطاب کیا۔ اس خطاب میں انہوں نے مغربی اقتصادی نظام سے بچنے اور اسلامی اقتصادی نظام کو اپنانے کی ہدایت کی: ''اس وقت مغربی اقتصادی نظام نے تقریباً ناقابل حل مسائل پیدا کر دیئے ہیں، اور ہم میں سے اکثر کو یہ محسوس ہوتا ہے کہ شاید کوئی معجزہ ہی دنیا کو اس کی بربادی سے بچا سکے، جس کا اُسے اس وقت سامنا ہے۔ یہ (نظام) افراد کے مابین انصاف کرنے اور بین الاقوامی سطح سے ناچاقی دور کرنے میں ناکام ہوگیا۔......مغربی اقدار، نظریے اور طریقے خوش و خرم اور مطمئن قوم کی تشکیل کی منزل کے حصول میں ہماری مدد نہیں کرسکیں گے۔ ہمیں اپنے مقدر کو سنوارنے کے لیے اپنے ہی انداز میں کام کرنا ہوگا اور دنیا کے سامنے ایک ایسا اقتصادی نظام پیش کرنا ہوگا جس کی اساس انسانی مساوات اور معاشرتی عدل کے سچے اسلامی تصور پر استوار ہو۔ اسی طرح ہم مسلمان کی حیثیت سے اپنا مقصد پورا کرسکیں گے اور بنی نوع انسان تک یہ پیغام امن پہنچا سکیں گے کہ صرف یہی نظام اُسے (انسانیت کو) بچا سکتا ہے اور انسانیت کو فلاح و بہبود اور مسرت و شادمانی سے ہمکنار کرسکتا ہے۔''

1943 میں جالندھر میں آل انڈیا مسلم سٹوڈنٹ فیڈریشن کے اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے فرمایا: میرے خیال میں تو مسلمانوں کے طرزِ حکومت پر آج سے ساڑھے تیرہ سو سال قبل قرآن حکیم نے خود ہی فیصلہ دے دیا ہے۔''

یہ ہے وہ نظریہ ٔ پاکستان جو بانیٔ پاکستان کے ذہن میں تھا۔ قائداعظم کے علاوہ اُن کے قریبی ساتھی اور دست راست پاکستان کے پہلے وزیراعظم خان لیاقت علی خان کے ارشادات کے چند حوالے ملاحظہ ہوں جن سے واضح ہوگا کہ قائداعظم کے علاوہ مسلم لیگ کے دوسرے قائدین کے ذہنوں میں کس طرح کے پاکستان کا نقشہ تھا۔

14 جنوری 1948ء کو لیاقت علی خان نے اتحاد و یکجہتی کے لیے سرحد کے لوگوں سے اپیل کرتے ہوئے قائداعظم کے ان اعلانات کا اعادہ کیا کہ پاکستان مکمل اسلامی ریاست ہوگا۔ انہوں نے فرمایا: ''پاکستان ہماری ایک تجربہ گاہ ہے۔ ہم دنیا کو دکھا کر ثابت کریں گے کہ تیرہ سو سال پرانے اسلامی اصول کس قدر کارآمد ہیں۔'' (بحوالہ پاکستان ٹائمز 15 جنوری 1948ء)

ایک اور موقع پر راولپنڈی میں اس خیال کا اعادہ کرتے ہوئے خان لیاقت علی خان نے فرمایا: پاکستان کا دستور قرآن مجید کے احکامات پر مبنی ہوگا''۔ انہوں نے مزید فرمایا: ''قائداعظم اور ان کے رفقاء کی یہ دیرینہ خواہش رہی ہے کہ پاکستان کی نشوونما ایک ایسی مضبوط مثالی ریاست کی حیثیت سے ہو، جو اپنے باشندوں کو عدل انصاف کی ضمانت دے سکے۔'' (بحوالہ پاکستان ٹائمز 17 اپریل 1948)

ایک اور موقع تقریر کرتے ہوئے انہوں نے فرمایا: ''پاکستان اس غرض کے لیے حاصل کیا گیا ہے تاکہ

دنیا کو اسلامی اصولوں پر قائم شدہ ریاست کا نمونہ دکھایا جاسکے۔" (سول ملٹری گزٹ 25 جنوری 1949ء)

شہید ملت نے 8 دسمبر 1949ء کو ضلع کوہاٹ میں مسلم لیگ کے زیر اہتمام ایک بڑے جلسہ عام سے خطاب کیا۔ اس موقع پر انہوں نے فرمایا: "جہاں تک لوگوں کی اس خواہش کا تعلق ہے کہ پاکستان میں اسلامی اصولوں کے مطابق حکومت ہونی چاہیے، دستور ساز اسمبلی کی پاس کردہ قرارداد مقاصد اس کی ضمانت ہے۔ میرا یہ ایمان ہے کہ اگر ہم نے پاکستان میں اسلامی حکومت قائم نہ کی تو پاکستان زندہ نہیں رہ سکے گا۔ ہم دنیا کو یہ دکھانے کا داعیہ رکھتے ہیں فقط اسلام ہی وہ اصولِ زندگی ہے، جو دنیا کے موجودہ مصائب و مشکلات کا خاتمہ کرسکتا ہے۔" (بحوالہ پاکستان ٹائمز 9 دسمبر 1949ء)

20 نومبر 1949ء کو کراچی کی بین الاقوامی اقتصادی کانفرنس کے افتتاح کے موقع پر انہوں نے فرمایا: "پاکستان بس ایک ہی آرزو رکھتا ہے، اور وہ آرزو ہے، خدمتِ اسلام، خدمت بنی نوع انسان۔ میرا یہ محکم یقین ہے کہ آج دنیا جن مشکلات و مسائل سے دوچار ہے، ان کو صرف اسلام ہی حل کرسکتا ہے، کیونکہ اسلام انسانی زندگی کو دو حصوں میں تقسیم کر کے ایک کو مذہب اور دوسرے کو دنیا کے حوالے نہیں کرتا۔ وہ اپنے ماننے والوں کو اپنی پوری زندگی (انفرادی و اجتماعی) احکامات خداوندی کے حوالے کرنے کا حکم دیتا ہے، اور اپنے آپ کو (اللہ کے) حوالے کرنا ہی حکم خداوندی ہے۔" (بحوالہ ڈان کراچی 2 نومبر 1949ء)

اس کے بعد ایک اور موقع پر فرمایا: "میں نے حصول پاکستان سے قبل مسلمان رائے دہندوں سے جو وعدے کیے تھے، میں انہیں بھولا نہیں ہوں۔ ہم نے پاکستان کا مطالبہ اس بنا پر کیا تھا کہ مسلمان اپنی زندگی اسلامی احکامات کے قالب میں ڈھالیں۔ ہم نے ایسے ملک کے قیام کا مطالبہ کیا تھا کہ جہاں ایک ایسی حکومت بنائی جاسکے جو اسلامی اصولوں پر مبنی ہو، جن سے بہتر اصول دنیا پیدا نہیں کرسکتی۔ اس مقصد کے لیے ہزار ہا مسلمانوں نے اپنی زندگی قربان کر دی۔ تقریباً ستر لاکھ مسلمانوں نے اپنا گھر بار چھوڑا، مرتے کٹتے پاکستان پہنچے۔ ہم نے مسلمان عوام سے وعدہ کیا تھا۔ اب ہمیں اسے پورا کرنا ہے، اور ایک ایسی حکومت قائم کرنی ہے، جس کا نصب العین سچا اسلامی نصب العین ہو۔ دنیا کو آج صرف اسلام کی ضرورت ہے۔" (بحوالہ نوائے وقت 8 جنوری 1950ء)

لیاقت علی خان نے کہا:

"میرا یہ ایمان ہے کہ اگر ہم نے پاکستان میں اسلامی حکومت قائم نہ کی تو پاکستان زندہ نہیں رہ سکے گا۔ ہم دنیا کو یہ دکھانے کا داعیہ رکھتے ہیں فقط اسلام ہی وہ اصولِ زندگی ہے، جو دنیا کے موجودہ مصائب و مشکلات کا خاتمہ کرسکتا ہے۔"

لیاقت علی خان نے یہ بھی فرمایا کہ "ہمارا ایک مستقل نظام حیات ہے۔ ہمارا الگ تمدن ہے۔ ہمارے اپنے طور طریقے ہیں۔ اور ہم انہی کی پیروی کرنا چاہتے ہیں۔ ہم اسلامی اصولوں کے مطابق متحد ہونا اور انہی کے ذریعے عروج حاصل کرنا چاہتے ہیں۔" (بحوالہ پاکستان ٹائمز 8 دسمبر 1949ء)

طبقہ علماء میں سے تحریک پاکستان کی سب سے زیادہ حمایت کرنے اور قائد اعظمؒ کا ساتھ دینے والے رہنما مولانا شبیر احمد عثمانیؒ تھے۔ انہوں نے قرارداد مقاصد پاس کرنے والی اسمبلی کے ممبران سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے آپ کو خفاش صفت ثابت نہ کریں، جو دن کی روشنی کی تاب نہیں لاسکتا۔ پاکستان مادیت کی بھنور میں پھنسی ہوئی اور دھریت والحاد کے اندھیروں میں بھٹکی ہوئی دنیا کو روشنی کا مینار دکھانا چاہتا ہے۔ یہ دنیا کے لیے چیلنج نہیں ہے، یہ انسانیت کے لیے پُر امن پیغام حیات و نجات ہے۔ دنیا کے لیے عموماً اور پاکستان کے لیے خصوصاً کسی قسم کا نظام تجویز کرنے سے پہلے پوری قطعیت کے ساتھ یہ جان لینا ضروری ہے کہ اس تمام کائنات کا جس میں ہم اور ہماری یہ مملکت بھی شامل ہے، مالک حقیقی کون ہے۔ اور اگر ہم اس مقتدرِ اعلیٰ ہستی کو مانتے ہیں تو پھر ہم اس ملک میں اسی حد تک تصرف کرسکتے ہیں، جہاں تک وہ اپنی مرضی سے ہمیں اجازت دے۔ ملک میں کوئی غاصبانہ تصرف ہمارے لیے جائز نہیں ہوسکتا۔ ظاہر ہے کہ کسی مالک کی اجازت اور مرضی کا صحیح علم اس کے بتلانے سے ہی ہوسکتا ہے۔ سو اللہ تعالیٰ نے پیغمبر اس لیے بھیجے کہ انسانوں کو اس کی مرضی اور اجازت کی صحیح حدود معلوم کرادی جائیں۔ اسی نقطہ نظر کے پیش نظر قرارداد مقاصد میں 'اس کی مقرر کردہ حدود کے اندر' کے الفاظ رکھے گئے ہیں اور یہی وہ بنیادی نکتہ ہے جہاں سے دینی اور لادینی حکومتوں کی لائنیں ایک دوسرے سے الگ ہوجاتی ہیں۔"

بانیان پاکستان کے ان تمام تر بیانات سے واضح ہے کہ "پاکستان کا مطلب کیا: لا الہ الا اللہ" محض تحریک پاکستان کا عوامی نعرہ نہ تھا، جو تحریک کے پلیٹ فارم پر مسلمانان ہند کو اکٹھا کرنے کے لیے لگایا جاتا رہا، بلکہ اسلام ہی وہ اصل نصب العین اور مدعا تھا جس کے لیے بے مثال قربانیاں پیش کی گئی تھیں۔ ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ اس نصب العین سے پسپائی خوفناک نتائج پر منتج ہوسکتی ہے۔ اللہ ہمیں اس سے بچائے۔

☆☆☆

تنظیمی اطلاع

مقامی تنظیم اورنگی ٹاؤن کراچی میں حافظ عمیر انور امیر مقرر

مقامی تنظیم اورنگی ٹاؤن کراچی میں تقرر امیر کے لیے امیر حلقہ کراچی شمالی کی جانب سے موصول ہونے والی اُن کی اپنی تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی عاملہ کے اجلاس منعقدہ 21 جنوری 2010ء میں مشورہ کے بعد حافظ عمیر انور کو مقامی تنظیم کا امیر مقرر فرمایا۔

دعائے مغفرت کی اپیل

- حلقہ سندھ بالائی مقامی تنظیم سکھر کے مبتدی رفیق منظور احمد لاکھیر کی والدہ بقضائے الٰہی سے وفات پاگئیں۔
- تنظیم اسلامی حلقہ کراچی شمالی (نارتھ ناظم آباد 1) کے رفیق جناب عرفات الحسین خان کے والد وفات پاگئے
- تنظیم اسلامی دھیرکوٹ آزاد کشمیر کے ملتزم رفیق بشیر قریشی اور حفیظ طاہر کے بہنوئی قضائے الٰہی سے وفات پاگئے

اللہ تبارک وتعالیٰ مرحومین ومرحومات کی مغفرت فرمائے، ان کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆

پاسبان مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

سوئٹزرلینڈ، میناروں کے مخالف کا قبول اسلام

اسلام کا تنقیدی مطالعہ کرتے ہوئے کلمہ پڑھ لیا۔ یورپ کی سب سے خوبصورت مسجد تعمیر کرنے کا اعلان

مسلمانوں کے خلاف صف آرا سوئٹزر لینڈ کا معروف سیاست دان ڈینئل اسٹریچ اسلام کی آغوش میں آ گیا ہے۔ اس نے اپنے اسلام قبول کرنے کے اعلان کے ساتھ ہی جہاں سوئٹزر لینڈ کی سیاست میں اتھل پتھل مچادی ہے، وہیں ان لوگوں کے پیروں تلے سے زمین کھسکتی نظر آ رہی ہے جو میناروں کی مخالفت کا علم اُٹھائے ہوئے تھے، کیونکہ ڈینئل اسٹریچ ہی پہلا شخص تھا، جس نے سوئٹزر لینڈ میں مساجد پر تالے لگانے اور میناروں پر پابندی لگانے کی مہم چھیڑی تھی۔ اس نے اپنی اس مسلم مخالف تحریک کو ملک گیر پیمانے پر فروغ دیا۔ لوگوں سے مل کر ان میں اسلام کے خلاف نفرت کے بیج بوئے اور مساجد کے گنبد و میناروں کے خلاف رائے عامہ استوار کی، لیکن آج وہ اسلام کا سپاہی بن چکا ہے۔ اسلام مخالف نظریہ نے اسے اسلام کے اتنا قریب کر دیا کہ وہ اسلام قبول کئے بغیر نہ رہ سکا اور اب اپنے کئے پر اتنا شرمندہ ہے کہ سوئٹزر لینڈ میں یورپ کی سب سے خوبصورت مسجد بنانا چاہتا ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ سوئٹزر لینڈ میں اس وقت چار مسجدیں ہیں اور ڈینئل اسٹریچ پانچویں مسجد کی بنیاد رکھنا چاہتے ہیں۔ ان کی شدید خواہش ہے کہ وہ دنیا کی سب سے خوبصورت مسجد بنا سکیں اور اپنے اس گناہ کی تلافی کر سکیں جو انہوں نے مساجد کے خلاف زہر افشانی کر کے کیا ہے۔ ڈینئل اسٹریچ اب اپنی مینار مخالف تحریک کے خلاف بھی تحریک چلانا چاہتے ہیں، تاکہ لوگوں میں مذہبی رواداری پیدا ہو اور وہ بقائے باہمی کے اصولوں پر عمل کر سکیں۔ حالانکہ مینار پر پابندی اب قانونی حیثیت پا چکی ہے۔ اسلام کی سب سے بڑی خوبی یہی ہے کہ مخالفت سے اس کا رنگ مزید نکھر کر سامنے آتا ہے۔

مسلمانوں کے درمیان رفاہی کام کرنے والی ایک غیر سرکاری تنظیم او آئی پی کے صدر عبدالمجید الداعی کا کہنا ہے کہ یورپ کے لوگوں میں اسلام کے بارے میں جاننے کی زبردست خواہش ہے۔ ان میں کچھ تو اسلام کے بارے میں اس لیے جاننا چاہتے ہیں کہ آخر اسلام اور دہشت گردی کا کیا تعلق ہے؟ ڈینئل اسٹریچ کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوا۔ اس نے میناروں کی مخالفت اور اسلام دشمنی میں قرآن مجید کا مطالعہ اور اسلام کو سمجھنا شروع کیا۔ اس کے ذہن میں صرف مذہب اسلام پر تنقید کرنا تھا، لیکن ہوا اس کے برعکس۔

گزشتہ دنوں سوئٹزر لینڈ میں میناروں پر پابندی لگائے جانے کے لیے ووٹنگ ہوئی اور سوئس ووٹروں نے میناروں پر پابندی لگائے جانے کو قانونی حیثیت دے دی۔ قابل تعجب بات یہ ہے کہ سوئٹزر لینڈ میں مسلمانوں کی کل آبادی چھ فیصد بتائی جاتی ہے۔ جب کہ میناروں کی حمایت میں 42.5 فیصد لوگوں نے ووٹ دیا جبکہ میناروں کی مخالفت کرنے والے 57.5 فیصد لوگ تھے یعنی دونوں گروپ میں کوئی زیادہ فرق نہیں تھا، مگر چھ فیصد مسلمانوں کی حمایت میں 42.5 فیصد لوگوں کا اُٹھ کھڑا ہونا یقیناً قابل غور ہے۔ تجزیہ نگاروں کا کہنا ہے کہ میناروں اور اسلامی شعائر پر پابندی کے مطالعے نے لوگوں کو اسلام کی طرف راغب کیا ہے۔

نومسلم ڈینئل اسٹریچ سوئس پیپلز پارٹی کا بڑا لیڈر تھا۔ پارٹی کی پالیسی سازی میں بھی اس کا گہرا اثر دیکھنے کو ملتا ہے۔ میناروں کے خلاف تحریک چلا کر سیاسی فائدہ حاصل کرنے کا شوشہ اسی نے چھوڑا تھا۔ پارٹی میں زبردست مقبولیت کا ہی نتیجہ تھا کہ انہیں سوئس آرمی میں ملٹری انسٹرکٹر بنا دیا گیا۔ پیدائشی طور پر عیسائی ہونے کے باوجود اس نے مخالفت کرنے کے لیے اسلام کا مطالعہ کیا، لیکن اسلامی تعلیمات نے اس کو اپنا گرویدہ بنا لیا اور بالآخر اس نے اسلام قبول کر لیا اور تمام سیاسی سرگرمیوں سے اپنا رشتہ توڑ لیا۔ اس نے پارٹی سے بھی اپنی رکنیت ختم کرالی اور برملا طور پر اپنے اسلام قبول کرنے کا اظہار کر دیا۔ ڈینئل اسٹریچ نے سوئس پیپلز پارٹی کی سرگرمیوں کو مسلمان مخالف بتاتے ہوئے انہیں شیطانی اقدامات قرار دیا۔ ڈینئل اسٹریچ کا کہنا ہے کہ پہلے وہ پابندی سے بائبل پڑھا کرتا تھا اور چرچ جایا کرتا تھا لیکن اب وہ قرآن پڑھتا ہے اور پانچوں وقت کی نماز ادا کرتا ہے۔ اسے اسلام میں زندگی کے ان تمام سوالات کا جواب مل گیا جو وہ عیسائیت میں کبھی نہیں پا سکتا تھا۔ جبکہ دوسری طرف ملٹری کے ذمہ داروں کو یہ خدشہ ہے کہ ڈینئل اسٹریچ ملٹری انسٹرکٹر رہے ہیں، کہیں وہ مسلمانوں کو فوج کی رازدارانہ باتیں نہ بتا دیں۔ ایس وی پی کے نیشنل کونسل ممبر کا کہنا ہے کہ ڈینئل اسٹریچ کا اس عہدے پر رہنا ملک کے تحفظ کے لیے خطرہ ہوسکتا ہے، جبکہ سوئس آرمی کے ترجمان کرسٹوفر بروز نے یہ کہہ کر معاملے کو ہلکا کرنے کی کوشش کی ہے کہ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ ہماری آرمی کس مذہب سے تعلق رکھتی ہے، بلکہ اس سے فرق پڑتا ہے کہ اُس کی پرفارمنس کیسی ہے۔ بہر حال ع پاسبان مل گئے کعبہ کو صنم خانے سے، جو اسلام کی عظمت و رفعت کی دلیل ہے۔ ڈینئل اسٹریچ سوئٹزر لینڈ میں جو شاندار مسجد تعمیر کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے لیے کچھ دولت مند افراد نے ان کی مالی امداد کرنے کا وعدہ بھی کیا ہے، لیکن ساتھ ہی وہ یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ اسلام کی عظمت کے لیے میناروں اور گنبدوں کے سہارے کی ضرورت نہیں ہے۔ ملک کا قانون میناروں پر ہی پابندی لگا سکتا ہے، دل و دماغ پر نہیں۔ (بحوالہ: منصف)

> ڈینئل اسٹریچ اب اپنی مینار مخالف تحریک کے خلاف بھی تحریک چلانا چاہتے ہیں،
> تاکہ لوگوں میں مذہبی رواداری پیدا ہو اور وہ بقائے باہمی کے اصولوں پر عمل کر سکیں

طالبان کی سب سے بڑی کمزوری یہ تھی کہ
کارپوریٹ دہشت گردوں کے معاون میڈیا سے مؤثر طور پر نہ نپٹ سکے

نائن الیون کا اسٹیج تیار

ترجمہ: محمد فہیم

عابد اللہ جان کی معرکہ آرا کتاب

"AFGHANISTAN: THE GENESIS OF THE FINAL CRUSADE"

کا قسط وار اُردو ترجمہ

طالبان کی سب سے بڑی کمزوری یہ تھی کہ کارپوریٹ دہشت گردوں، نیو کانز اور اسلام دشمن دانشوروں کے معاون میڈیا سے مؤثر طور پر نپٹ نہ سکے۔ یہاں آکر مغربی صحافی طالبان کو جتانے کے لیے یہاں کی اصل صورت حال اور طالبان رہنماؤں کے بیانات کو صحیح صحیح رپورٹ کرنے کا وعدہ کرتے تھے، لیکن جب واپس اپنے ملکوں میں جاتے تو حقائق کو بدل کر بالکل متضاد رپورٹیں تیار کرتے تھے۔

کابل یونیورسٹی کے وائس چانسلر پیر محمد روحانی کے پاس ایک فائل ان مراسلات سے بھری ہوئی تھی جن کے ذریعے انھوں نے تمام مغربی ڈونرز سے اپیل کی تھی کہ وہ آکر بچیوں کے سکولوں کی از سر نو تعمیر میں ان کی مدد کریں۔ ان تمام درخواستوں کو منظور کرنے کے لیے یہ شرائط رکھی گئیں کہ تمام تعلیمی سہولیات مخلوط نظام تعلیم کی یقین دہانی پر ہی مہیا کی جائیں گی۔ روحانی رپورٹرز کو بتایا کرتے تھے کہ طالبان لڑکیوں کی تعلیم کے بالکل خلاف نہیں ہیں۔ ان کے پاس خواتین کی تعلیمی سہولیات کو از سر نو بحال کرنے کے لیے فنڈز اور ذرائع نہیں۔ تاہم یہ رپورٹرز اتنا تعصب برتتے کہ واپس جاکر رپورٹ دیا کرتے تھے کہ طالبان نے خواتین کی تعلیم پر پابندی عائد کردی ہے۔ یہ ان معاملات میں سے صرف ایک مثال ہے، جن کے ذریعے طالبان کو بدنام کیا جاتا تھا۔

اس کے باوجود کہ میڈیا، اسلام دشمن دانشور اور مذہبی فرنٹ کے حقیقی کروسیڈرز ایک دوسرے سے علیحدہ علیحدہ مصروف عمل تھے، انھوں نے ایک دوسرے کے ایجنڈے کو اس حد تک تقویت پہنچائی اور اس حد تک ایک دوسرے کے معاون رہے کہ مغربی امپیریلزم اور پروپیگنڈا پر سخت تنقید کرنے والے بائیں بازو سے تعلق رکھنے والے عناصر بھی اس کذب بیانی کا شکار ہوتے چلے گئے۔ ذیل کا تجزیہ اس کی مزید وضاحت کرے گا۔

طالبان کو رام کرنے کے لیے کارپوریٹ گروہوں نے ترغیب و ترہیب (Carrot and stick) کا طریقہ اختیار کیا تھا۔ اگر طالبان غیر مشروط تعاون پر ذرا بھی آمادگی ظاہر کرتے تو امریکہ ان کی حکومت تک کو تسلیم کرنے پر تیار تھا۔ لیکن ہوا یہ کہ اسلام مخالف یا اسلام خائف گروہ نے اتنی پھرتی دکھائی کہ کارپوریٹ گروپ بھی اپنی تزویراتی پالیسیوں پر نظر ثانی کرنے کے لیے تیار ہوگیا۔ آخر کار انھوں نے فیصلہ کرہی لیا کہ وہ طالبان کا سہارا لینا چھوڑ دیں، اس لیے کہ انھیں واشنگٹن کے مکمل کنٹرول میں متبادل مکمل تابع مہمل حکومت دستیاب ہوسکتی ہے۔ اب وہ حکومت ان کو حاصل ہو چکی ہے۔ کابل میونسپلٹی کا سربراہ حامد کرزئی سینکڑوں امریکی باڈی گارڈز کے حفاظتی حصار کے بغیر ایک دن بھی نہیں رہ سکتا، جبکہ اس کا دم قدم امریکی حفاظت کا مرہون منت ہے۔ لہٰذا اس کا یارا نہیں کہ وہ امریکی حکم سے سرتابی کرسکے۔ رابن رافیل کی یہ بات کہ طالبان کے عہد میں امریکی مفادات کی نفی ہورہی تھی بالکل غلط ہے اور ایمنسٹی انٹرنیشنل کی رپورٹس کے برعکس ہے جس کے مطابق ''بہت سے افغان تجزیہ کاروں کا خیال ہے کہ امریکہ کے طالبان ملیشیا کے ساتھ بہت قریبی سیاسی روابط تھے۔ وہ اس سلسلہ میں ان مہینوں کے دوران طالبان نمائندوں کی امریکی یاترا اور امریکی وزارت خارجہ کے سینئر افسران کے قندھار آنے کا حوالہ دے رہے ہیں، جن میں ایک وہ دورہ بھی شامل ہے جو جلال آباد پر قبضہ کرنے سے عین پہلے ہوا تھا۔''

امریکی اعلیٰ حکام کے حقائق کو اس طرح جھٹلانے کے عمل نے طالبان اور بقیہ دُنیا کو اصل امریکی عزائم سے اندھیرے میں رکھا، جن کے نتائج اب ظاہر ہو رہے ہیں۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل کی ایک رپورٹ میں اخبار گارڈین کی ایک رائے زنی (Comments) کی طرف اشارہ ہے۔ ''1996 کے وسط میں سینئر طالبان نے واشنگٹن میں منعقدہ ایک کانفرنس میں شرکت کی۔ اسی طرح امریکی سفارت کار باقاعدگی کے ساتھ طالبان ہیڈ کوارٹرز آتے جاتے رہے۔'' طالبان ان ترغیبات کے پیچھے اصل عزائم کو نہ سمجھ سکے۔ گارڈین کا کہنا ہے ''اس آنے جانے کے عمل کی توجیح اگرچہ ممکن ہے تاہم طالبان کے ضمن میں امریکی حکام کا لائحہ عمل اور وقت کا تعین غیر یقینی معاملات ہیں۔''

امریکی کارپوریٹ میڈیا کی اس وقت کی رپورٹیں اور تجزیئے ریکارڈ پر موجود ہیں۔ ان میں امریکہ کے افغانستان کو پامال کرنے اور اس پر کنٹرول حاصل کرنے کے عزائم کی بہت کم نشاندہی ہوتی ہے، تاہم یہ ان تفصیلات سے بھری پڑی ہیں جن میں طالبان کو تاریخ کی بدترین وحشی مخلوق کے طور پر پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ان دو باتوں (یعنی ان رپورٹوں میں طالبان کو بدنام کرنے کے لیے بھرپور تفصیلات کی موجودگی اور امریکی عزائم پر پردہ ڈالنے کے لیے اس کے متعلق تفصیلات کی عدم موجودگی) نے تجزیہ کاروں کی اکثریت کو ابہام سے دوچار کیے رکھا، جس کی وجہ سے وہ صحیح نتیجہ اخذ نہ کرسکے۔ وجہ یہ ہے کہ اس پورے کھیل کے پیچھے ایک طرف کروسیڈر تھے تو دوسری طرف تیل کے بھوکے کارپوریٹ دہشت گرد۔

اس سلسلہ میں بین سی ویجن لکھتا ہے کہ کارپوریٹ میڈیا دہشت گردی کو تیز کرنے میں امریکی کردار پر خاموش رہا۔ مغرب کی طرف سے دہشت گردی پر بہت کم رپورٹنگ کی گئی۔ ان انٹیلی جنس روابط کے متعلق کچھ نہیں کہا گیا جو امریکہ کے اسلامی گوریلاؤں کے ساتھ تھے، اور جو جنگ کا جواز مذہب کے حوالہ سے دے رہے تھے، ان کا تعلق ٹریپولی اور تہران کی بہ نسبت، لانگلے ورجنیا (Langly, Virgenia) کے ساتھ زیادہ قریب تھا۔ افغان سول وار کے لیے بھرتی کرنے کی مہم میں سی آئی اے اور ضیاء الحق نے اس خطے میں اسلام پسندوں کو اس امر پر اُبھارا کہ وہ اس جنگ کو جہاد کے طور پر عوام کے سامنے

پیش کریں۔

بہت سے لوگوں کو یہ تو نظر آتا ہے کہ کارپوریٹ دہشت گرد اور امریکی انتظامیہ طالبان کو ساتھ ملانے کے کام میں لگی ہوئی تھی، جبکہ دوسری طرف ان کو یہ نظر نہیں آتا تھا کہ اسلام خائف کروسیڈرز میڈیا کے ذریعے طالبان کو بدنام کرنے کے کام میں لگے ہوئے ہیں۔ صرف اس وجہ سے کہ وہ اسلام کے مطابق زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں۔

☆............☆............☆

نائن الیون کا اسٹیج تیار:
پہلے سے تیار شدہ کروسیڈ شروع ہوتا ہے

جارجیا کے سابق سینیٹر اور نائن الیون کمیشن کے سابق ممبر میکس سلی لینڈ کا کہنا ہے:

''انھوں نے جنگ شروع کیلئے پلان بنایا تھا۔ اور جب نائن الیون کا حادثہ رونما ہوا جو انھوں نے خود کیا، تو جنگ شروع کردی گئی۔''

نائن الیون کی سرکاری توضیح یہ ہے ''کہ افغانستان کے کسی غار میں بیٹھ کر کسی نے یہ منصوبہ ترتیب دیا اور اسے 19 عرب انتہا پسندوں نے عملی جامہ پہنایا، کیونکہ انھیں ہماری آزادیوں سے نفرت ہے۔ اور یہ حملے اس لئے کامیاب ہوئے کہ ذمہ داران اس امر سے بے خبر تھے کہ وہ دہشت گردی کے خلاف حالت جنگ میں ہیں اور یہ کہ انٹیلی جنس ادارے ایک دوسرے کے ساتھ اطلاعات کا تبادلہ نہ کر سکے، نیز یہ حملے اتنے پھرتی اور چابکدستی سے کیے گئے تھے کہ امریکی دفاعی نظام کو کوئی پتہ ہی نہیں چلا کہ کیا کچھ ہونے والا ہے'' (یہ ہے منطق)۔

یہ کتنی غیر منطقی بات ہے کہ اتنے سارے سسٹم بیک وقت فیل ہوگئے۔ ہوسکتا ہے، بعض لوگ اس پر یقین کریں، تاہم وہ یقیناً چکرا جائیں گے، جب وہ اس کے بالکل برعکس دلائل کی روشنی میں اس واقعہ کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ اس باب میں ان دستیاب شہادتوں کے حوالہ سے بات ہوگی جن کی رو سے یہ ثابت ہوگا کہ نائن الیون کا واقعہ ایک ''درون خانہ'' سازش تھی جو اس غرض سے مرتب کرکے روبہ عمل لائی گئی کہ پہلے سے تیار کردہ افغان جنگ کے لیے جواز گھڑا جاسکے۔

جیسا کہ عرض کیا جاچکا ہے کہ نائن الیون کا ڈرامہ افغانستان پر قبضہ اور طالبان حکومت کو گرانے کے لیے رچایا گیا۔ اس تناظر میں امریکہ کی کچھ اندرونی سیاسی وجوہات بھی پیش کی جاسکتی ہیں، جن کی وجہ سے بش انتظامیہ کو نائن الیون کے لیے منصوبہ بندی کرنی پڑی۔ مثلاً بش نے ریاست فلوریڈا میں قانون کی آنکھوں میں دھول جھونک کر غیر قانونی طور پر اقتدار تک رسائی حاصل کی تھی، جس کی وجہ سے وہ تضحیک کا نشانہ بنا تھا۔ یہ عام بات ہے کہ جنگوں اور دوسری ایمرجنسیوں کے دوران عوام اپنی لیڈر شپ کے پیچھے متحد ہوجاتے ہیں۔ جب نائن الیون وقوع پذیر ہوا تو بش کی حیثیت متنازعہ نہ رہی۔ افغانستان اور بعدازاں عراق کی جنگ نے اُس کے دوبارہ انتخاب کو بھی یقینی بنایا، کیونکہ لوگ عام طور پر دوران جنگ موجود صدر کے خلاف ووٹ نہیں دیا کرتے۔

دوسری ممکنہ چیزیں جو نائن الیون کے لیے آمادگی کا سبب بنیں، اُن میں گیس پائپ لائن اور ایندھن کی ضروریات بھی ہوسکتی ہیں۔ لیکن پھر ایک بہت اہم سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ چیزیں ان ''اندرون خانہ'' عناصر کو نائن الیون جیسے حد درجہ ظالمانہ جرم پر تیار کرنے کے لیے کافی ہیں؟ اس سلسلہ میں اس کتاب کے باب اوّل تا چہارم میں دی ہوئی وجوہات کا ایک سرسری جائزہ کافی ہے، جو یہ ثابت کرتی ہیں کہ بات ان اندرونی سیاسی وجوہات تک محدود نہیں تھی۔

یہاں ہم نگاہ اس بات پر مرکوز کریں گے، کہ سرکاری کہانی کے بالکل خلاف نائن الیون کا واقعہ القاعدہ نیٹ ورک کی دسترس سے بالکل ایک باہر واقع ہے۔ اگر کوئی سرکاری کہانی کو سچ تسلیم کرتا ہے تو اسے یہ بھی تسلیم کرنا ہوگا کہ حملہ کے لیے جس آسان اور موزوں ترین وقت کا انتخاب کیا گیا تھا وہ بالکل اتفاقی بات تھی۔ حالانکہ اصل بات یہ ہے وسط اکتوبر میں افغانستان پر حملہ مرتب ہی یوں کیا گیا کہ اُسے امریکہ کے اندر ''دہشت گرد حملہ'' کے ساتھ جوڑ دیا گیا تھا۔ واشنگٹن کے وارلارڈز یہ جانتے تھے کہ یہ واقعہ وقوع پذیر ہونے والا ہے اور یہ سب سے بڑی شہادت ہے جو سرکاری کہانی کو جھوٹا ثابت کرتی ہے۔

یہ دستیاب شہادت بہت سے امریکی تجزیہ کاروں کو اس نتیجہ پر پہنچاتی ہے کہ صرف یہ نہیں کہ نائن الیون کے متعلق پہلے سے علم تھا بلکہ یہ کہ یہ ایک ''اندرون خانہ'' معاملہ تھا۔ تاہم اتنی حقیقت جاننا تو ابتدا ہے، انتہا کو سمجھنا ابھی باقی ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اس بڑے کھیل (Game plan) کو سمجھ سکیں، جس کے لیے نائن الیون کو بطور لانچنگ پیڈ استعمال کیا گیا۔

بہت ساری کتابیں رپورٹس، Dvds، ویڈیوز اور فلیش موویز اب دستیاب ہیں، جو نائن الیون کے سرکاری جھوٹ کو بے نقاب کرنے کے لیے کافی ہیں۔ جو کڑی موجود نہیں وہ صرف یہ ہے کہ اس مقصد (ہدف) کی نشاندہی کی جائے جس کے لیے نائن الیون کے متعلق جھوٹ پر مبنی سرکاری کہانی گھڑی گئی۔ اس سے تو بات نہیں بنے گی کہ ہم محض یہ کہنے پر اکتفا کریں کہ یہ ایک ''اندرون خانہ'' معاملہ تھا اور یہاں بات ختم ہوجائے۔ اور یہ فرض کرلیں کہ ایک منضبط طریقے سے ورلڈ ٹریڈ سینٹر کو گرانے اور 3000 بے گناہ انسانوں کو ہلاک کرنے سے سازشیوں کا کوئی اور مقصد اور غرض نہیں تھی سوائے بلڈنگ کو منہدم کرانے کے؟ (ایسا سوچنا تو بالکل خلاف عقل بات ہوگی) کینیڈین نیشنل ٹی وی میزبان بیری ورکر اپنے شو میں بتاتا ہے کہ یہ ناممکن ہے کہ کوئی بھی صحیح انسان نائن الیون کے متعلق شہادتوں کے انبار سے تھوڑا سا حصہ بھی سمجھے اور اسے یہ جاننے میں ذرا بھی مشکل کا سامنا ہو کہ نائن الیون کا گھڑا ہوا آپریشن اور اس پر عمل درآمد وھائٹ ہاؤس ہی میں ترتیب شدہ تھا اور اگر ان میں عرب تھے تو ان کو تفصیلات سے بے خبر رکھا گیا تھا۔

جس دستیاب شہادت کی رو سے نائن الیون کے واقعہ کی امریکی حکومت مرتکب قرار پاتی ہے، اس کے بالمقابل کوئی مدافعتی دلیل سوائے اس کے پیش نہیں کی جاسکی کہ امریکی امریکیوں کو نہیں مارا کرتے۔ اس قسم کے دلائل کا بہترین جواب تو ڈبلیو جی تارپلے کی کتاب میں دیا گیا ہے۔ اس امریکی تاریخ دان مصنف نے اپنی 480 صفحات پر مشتمل کتاب میں چار ہمہ گیر پہلوؤں سے بحث کی ہے۔

1۔ موجودہ Oligarechy (چند ایک ہاتھوں میں حکومت) خصوصاً اینگلو امریکن اتحاد کے حوالے سے بحث۔

2۔ بنکاروں اور ان کے دوسرے (کم حیثیت) ساتھیوں کے اثر ورسوخ کے حوالہ سے بحث۔

3۔ ان خفیہ ایجنٹوں کے حوالہ سے بحث جن کو ''موت کے سفیروں'' کا نام دیا جاسکتا ہے اور جن کا تاریخی اعتبار سے ایک اہم رول ہے اور جو اپنے آقاؤں کے اشاروں پر جھوٹے آپریشنوں کو عملی جامہ پہنانے میں ماہر ہیں۔

4۔ سب سے ضروری عنصر یعنی کارپوریٹ میڈیا جو ناقابل گریز حقیقت ہے، کیونکہ اس کے بغیر تم کچھ نہیں کرسکتے۔ اپنی سرکاری توضیح کو قابل یقین اور سچا بنانے کے لیے تمھیں اسے پھیلانا اور لوگوں کے ذہنوں میں بٹھانا ہے، تاکہ سرکاری کہانی کا جھوٹا پن، تضادات اور ناممکنات کو چھپایا جاسکے۔

(جاری ہے)

خواتین کے لیے

رجوع الی اللہ کے عملی اقدام

زوجہ خالد

پاکستان اسلام کے نام پر بنا تھا اور اس کی بنیاد شریعتِ رسولؐ کا نفاذ ہو لیکن افسوس 62 سال بعد بھی پاکستان میں اسلام اجنبی اور شریعت بہت بڑا جرم بن چکی ہے۔ آج اسلام کا قلعہ کہلانے والے ملک کے نام سے بھی اسلام کے لفظ کو ہٹانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ ابلیسی تہذیب اور سودی معیشت نے اس سرزمین لا الہ الا اللہ پر بھوک اور خوف کو مسلط کر دیا ہے۔

اِسلام جو دینِ فطرت ہے انسان کی فطرت اور شریعت کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے احکامات لاگو کرتا ہے۔ اسلام کی عائد کردہ تمام قیود اور بندشیں معاشرے کے مفاد میں ہیں۔ فریضہ اقامتِ دین کو نبی اکرمؐ نے اپنے تمام امتیوں کے ذمے لگایا تھا لیکن اس کی جدوجہد میں خواتین کی ذمہ داریاں مردوں سے بہت مختلف، کٹھن اور صبر آزما ہیں۔ اس کی اپنی حدود و قیود ہیں جن کی پاسداری صبر آزما ہونے کے ساتھ ساتھ دنیا و آخرت کی کامیابی کی نوید لیے ہوئے ہے۔

آدم علیہ السلام کی تخلیق کے دن سے ابلیس نے اولادِ آدم کے خلاف اعلانِ جنگ کر رکھا ہے اور قیامت تک اللہ کے بندوں کا یہ ازلی دشمن برسرِ جنگ رہے گا۔ دجالی دور کے فتنے ذہنوں کو بدلنے میں مصروفِ عمل ہیں اور پوری دنیا کے مسلمان ممالک کو اپنا ہدف بنا کر میڈیا کے اثرات کو گھر گھر پہنچایا جا چکا ہے۔ دشمنانِ اسلام نے اسلام کے خلاف بیک وقت کئی محاذ کھول رکھے ہیں۔ وہ اس فن سے بخوبی آشنا ہیں کہ آوارہ ذہنی سیکولرازم اور مادہ پرستی کی خوراکیں کس کس طرح خوش رنگ بنا کر پیش کی جائیں۔

ان حالات میں مسلم خواتین کے لیے اپنی اولاد، خاندانی نظام اور اصول وضوابط کو ان اثرات سے بچانا اور خیر کا پیغام اپنی نسلوں کو دینا ایک چیلنج سے کم نہیں۔ ہمارے معاشرے کے بگڑتے حالات اس بات کی غمازی کرتے ہیں کہ ہم نے اپنی اصل اور اولین ذمہ داریوں سے پہلوتہی برتی ہے۔ عائلی زندگی معاشرے کی اکائی ہے۔ اگر یہاں گرفت مضبوط ہو تو منظم اور مربوط بنیادوں پر ایک مسلم معاشرے کی عمارت اُٹھائی جاسکتی ہے پھر بچے کی تعلیم کا نقطہ آغاز ماں کی گود ہی ہے۔

خواتین کی سب سے بڑی ذمہ داری اپنی اولاد کی تربیت ہے اور سب سے کڑی مسئولیت اولاد ہی کے بارے میں ہوگی۔ ہمارے معاشرے کے اندر بہت بڑی ذہنی، فکری اور اخلاقی تبدیلی درکار ہے اور ایک ''حزب اللہ'' کو وجود میں لانے کے لیے ابھی بہت محنت کی ضرورت ہے۔

قربانی کی داستانوں کو بھلائے، غیر مسلموں کے تہواروں پر قربانیاں دیتی اور آزادی کے گیتوں پر رقصاں ہماری نوجوان نسل اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ ہم مسلمان خواتین بھی اپنی اصل ذمہ داریاں ویسے نہ نبھا سکیں جیسا کہ نبھانے کا حق تھا، الا ماشاء اللہ۔ یہاں ایک سوال ابھرتا ہے کہ اب ہنگامی بنیادوں پر اصلاح کیسے ممکن ہو اور رجوع الی اللہ کا حق کیسے ادا ہو؟ تو اس کا جواب یہی ہے کہ یہ بادِ مخالف ہی ہمیں ہمارے اونچے مقاصد تک لے اُڑے گی۔ نتائج ہمارے اختیار میں نہیں۔ البتہ جو چیز ہمارے اختیار میں ہے اور جس کے ہم مکلف و مسئول ہیں، ہمیں اپنے رب سے توبہ واستغفار کرتے ہوئے واپس اُس کی طرف پلٹنا ہوگا اور اپنے محاذ کو سنبھالنا ہوگا۔ اپنی اور اپنے زیرِ تربیت افراد کی آخرت سنوارنے کی فکر کرنا ہوگی۔ توبہ کے عملی اقدام نہ صرف آخرت کی کامیابی کا باعث بن سکتے ہیں بلکہ ہوسکتا ہے کہ دنیاوی زندگی میں بھی قوم یونسؑ کی طرح ہماری توبہ قبول ہو جائے اور مہلتِ عمل بھی مل جائے پھر بالآخر نہ صرف پاکستان بلکہ پوری دنیا میں نفاذِ اسلام میں عملی کردار ادا کرنے والے ہمارے ہی بھائی، بیٹے اور شوہر ہوں۔

فریضہ اقامتِ دین کی جو ترتیب قرآن وسنت نے خواتین کے حوالے سے واضح کی ہے اُس کا لب لباب کچھ اس طرح سے ہوگا۔

☆ دین کا فہم حاصل کیا جائے اور پھر سب سے پہلے اپنی ذات کی اصلاح کی جائے قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''اور ذکر کرتی رہا کرو ان چیزوں کا جو تمہارے گھروں میں اللہ کی آیات اور حکمت میں سے تلاوت کی جارہی ہیں۔'' (الاحزاب:35)

اِن آیات میں جو سب سے پہلا حکم دیا جارہا ہے وہ قرآن وحدیث کا تذکرہ، مذاکرہ، ان کی درس و تدریس، اِن کا پڑھنا، پڑھانا اور سیکھنا سکھانا ہے۔ اس سے یقین کی دولت، ایمان کا استحکام اور کردار کی پختگی ملے گی۔ فرائض دینی کے احکامات کا مکمل علم ہی عمل کی راہ ہموار کرسکتا ہے۔ شرعی پردے اور سود سے پاک آمدنی جیسے بنیادی احکامات کی ادائیگی میں بھی مردوں کو خواتین کے تعاون کی ضرورت ہے۔ پھر موجودہ حالات میں یہ مطلوبہ وعدہ پورا ہوتا نظر آئے گا۔ جیسا کہ ایک آیت کا مفہوم ہے۔

''تم میں سے جو کوئی ایمان اور عمل صالح کا حق ادا کرتے ہیں تو وعدہ ہے .... کہ اللہ تعالیٰ ان کے لیے خوف کی حالت کو امن کی حالت سے بدل دے گا۔'' (النور:55)

☆ صحیح بخاری کی حدیث مبارکہ ہے کہ ''اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اللہ کے تقویٰ سے روشناس کراؤ اور انہیں ادب سکھاؤ۔'' تربیت کا یہ نظام جو اسلام دیتا ہے، انسانی طرزِ عمل پر اثر انداز ہونے والے بہترین عوامل میں سے ہے۔ ایمان اور ترجیح آخرت کا جذبہ اپنی اولاد میں کوٹ کوٹ کر بھرا جائے۔ انبیاء وصلحاء کا تذکرہ ہو، تاریخ کے انقلابی کرداروں کی سیرت اپنے بچوں میں

پیدا کی جائے۔ عربی زبان سے اتنی واقفیت کروائی جائے کہ قرآن کے نور سے حق کو جانا جاسکے۔ جب تک جدید علوم کا قرآن وسنت کی روشنی میں تجزیہ نہیں کیا جائے گا، اس کے حق کو قبول کرکے اور باطل کو دلائل کے ساتھ رد نہیں کیا جائے گا اُس وقت تک نظامِ تعلیم پر چھائے، دجالی فتنے کا توڑ ممکن نہیں ہوگا۔ لہٰذا بچوں کو اسلامیات اور سوشل سائنسز میں اعلیٰ تعلیم دلوائی جائے۔

☆ ہمارے گھروں کا ماحول اور طرزِ معاشرت اسلامی قوانین کی پاسدار ہو۔ ماحول چونکہ تربیت کا خاموش لیکن مؤثر ترین ذریعہ ہوتا ہے اس لیے اپنے گھروں سے جہالت کی ہر قدر کو مٹا دیا جائے۔ غیر مسلم تہذیب اور مصنوعات کا بائیکاٹ کیا جائے۔

☆ بدنی ومالی عبادات میں دین کی اصل روح پیدا کی جائے تاکہ مطلوبہ اوصاف پیدا ہوں۔ عبادات سمجھ بوجھ رکھنے والے انسانوں کی تربیت کا ذریعہ بھی ہیں۔ جو لوگ نہ ان کے معنی ومطالب کو سمجھیں، نہ ہی اصل فائدے کو حاصل کرنے کا ارادہ کریں تو آخر کس نتیجہ کی توقع کی جاسکتی ہے۔

☆ ٹیکنالوجی کے وہ تمام ذرائع جو ہمارے گھروں میں موجود ہیں اُن سے دین کی بھرپور خدمت لی جائے اور تربیت کے کام میں اپنے معاون بنائے جائیں۔

☆ فتنہ ٔدجال جو اپنی پوری شدت کو پہنچ چکا ہے، اُس سے بچنے کے لیے اپنی زندگیوں کو تیزی سے سادگی کی طرف لایا جائے اور ہر اُس چیز کا بائیکاٹ کیا جائے جو تعیش کے زمرے میں آتی ہو۔

☆ اسلام درحقیقت اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک معاہدے کا نام ہے جس میں ہم اپنا جان ومال جنت کے عوض بیچ دیتے ہیں۔(التوبہ:111) جانی ومالی انفاق کی دین کو جتنی آج ضرورت ہے، وہ پہلے کبھی نہ تھی۔ لہٰذا اپنی صلاحیتوں کو اللہ کی راہ میں لگانے کے لیے وقت اور مال کا انفاق کریں اور دین ودنیا میں آسانیاں اور مرتبے حاصل کرتی جائیں۔

☆ جہاد بالقلم سے ذہنوں کو اغیار کی غلامی سے نجات دلایئے اور دجالی فتنوں کی چھائی غبار میں دینِ حنیف کی راہ روشن کیجئے۔

☆ اپنے ہر عمل میں رب سے مشورے اور مدد کے لیے دعائے استخارہ کو معمول بنایئے۔

☆ دعائے نور جسے نبی اکرم ﷺ فجر کی سنتوں کے بعد پڑھتے تھے، نہ صرف ہماری جسمانی قوتوں کے لیے بلکہ روحانی طاقتوں کے لیے بھی ازحد ضروری ہے۔ اس دعا سے آج حق وباطل کے متشبہ دور میں حق کو پہچاننے میں مدد مل سکتی ہے۔

☆ دشمنانِ دین کے خلاف قنوتِ نازلہ ہماری ڈھال اور دُعائے حاجات ہمارا اوڑھنا چاہیے۔

☆ پھر دن بھر کی محنتوں کو رات کے پچھلے پہر (یا کم از کم عشاء کے ساتھ) اپنے رب کے آگے پیش کرکے قبولیت اور برکت کی دعائیں کریں کہ ”اے ہمارے ربِ کریم! ہم تیری دی ہوئی توفیق سے، تیری قائم کردہ حدود کی پاسداری کرتے ہوئے اتنی ہی فضائے بدر پیدا کرسکے۔ اب تیری نصرت کے منتظر ہیں، ہماری توبہ قبول فرما اور ہماری طرف اپنی رحمت اور مغفرت سے توجہ والتفات فرما۔“

☆☆☆

ربیع الاول کے مبارک مہینے کی مناسبت سے لاہور میں انوارِ سیرت النبیؐ کی بارش

بانیٔ تنظیم اسلامی

محترم ڈاکٹر اسرار احمد حفظہ اللہ

کے

سیرتِ خیر الانام ﷺ پر چار خطباتِ عام

14 فروری سے 7 مارچ 2010ء تک

ہر اتوار کو دس بجے صبح

بمقام

قرآن آڈیٹوریم

اتاترک بلاک، نیوگارڈن ٹاؤن، لاہور

عنوانات

14 فروری	فلسفۂ دین میں نبوت ورسالت کا مقام
21 فروری	آنحضورؐ پر نبوت اور رسالت کی تکمیل
28 فروری	”حزب اللہ“ کی تیاری کا نبویؐ طریق
7 مارچ	باطل سے تصادم کے مختلف مراحل!

زیرِ اہتمام

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

(35869501-3)

تنظیم اسلامی، لاہور

(35858212)

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ ”قرآن اکیڈمی 25/ آفیسر کالونی بوسن روڈ، ملتان“ میں

7/ مارچ 2010ء بروز اتوار نماز عصر تا 13/ مارچ بروز ہفتہ نماز ظہر

مبتدی تربیت گاہ

اور 12/ مارچ بروز جمعہ نماز عصر تا 14/ مارچ بروز بروز اتوار نماز ظہر

امراء و نقباء تربیتی ومشاورتی اجتماع

کا آغاز ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ رفقاء اس میں شامل ہوں

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: ڈاکٹر طاہر خان خاکوانی 0321-6313031

المعلن: مرکزی شعبہ تربیت (042)36316638-36366638 0321-7761916

feel his pumping youth. He is not standing for any of their nonsense. Nor is he going to keep a lid on it.

And Ibrahim is not looking for answers. He has those, and plenty of them. He wants confessions, thought, realization, and change. And, of course, he wants it now. Because the stakes are high and hot and forever. There is no half-stepping here. This is faith. This is Allah. This is the Creator of the universe. This is *tauheed*, Oneness. Everything is on the line.

Naturally, when he sees their dullness, their apathy about their own wellbeing, their own society, their own lives, he is moved to dramatic action. No one gets hurt. He is true to his faith, but he necessarily compels them to confront who they really are and the silly, lifeless inventions they are worshipping.

I could go on: Maryam, ah, for her innocence, resolve, and purity; the courage of the Companions of the Cave; Ismael at every harrowing and momentous juncture; and, perhaps, most emotional of all, Musa, who goes out to single-handedly set Pharaoh's Egypt on the path of social reform and justice.

What these exemplars possessed besides their vivacious youth are two essential, complementary assets: Inspiration and divine guidance. This is what our young Muslims need from us today. If we give it to them, they will hand us back something we have long searching for: Our mission!

(*Courtesy: Al-Jumuah*)

❀ ❀ ❀

ضرورت رشتہ

اسلام آباد میں رہائش پذیر جٹ فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 22 سال، تعلیم ایم بی بی ایس (فائنل ایئر) امریکی نیشنلٹی ہولڈر کو دینی مزاج کے حامل ڈاکٹر لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی قید نہیں۔ برائے رابطہ: 0300-5136719

تنظیم اسلامی پنجاب پوٹھوہار کے زیر اہتمام تعارفی نشست

حلقہ پنجاب پوٹھوہار گوجر خان کے تحت تنظیم میں نئے شامل ہونے والے رفقاء کے لیے تعارفی اجتماع ساڑھے دس بجے دفتر حلقہ میں منعقد ہوا، جس میں 26 رفقاء نے شرکت کی۔ سب سے پہلے امیر حلقہ نے تمام رفقاء سے مختصر تعارف حاصل کیا۔ اس کے بعد مسعود احمد نے تنظیم اسلامی کا تعارف پیش کیا۔ بانی اور امیر تنظیم کی شخصیات کے بارے میں مفصل گفتگو امیر حلقہ مشتاق حسین نے کی۔ انہوں نے رفقاء کو ترغیب دلائی کہ وہ بانی محترم کے دروس قرآن کی کیسٹس سننے کا اہتمام کریں۔ یہ ذہنی و فکری تربیت کے لیے نہایت مفید ہے۔ اس کے بعد امیر حلقہ نے وائٹ بورڈ کی مدد سے ''ہماری دینی ذمہ داریاں'' پر گفتگو کی۔ جس کو رفقاء نے بہت پسند کیا۔ حافظ ندیم مجید نے جماعت میں بیعت کی اہمیت کو حدیث شریف کی روشنی میں واضح کیا۔ نعیم اکرم نے وائٹ بورڈ کی مدد سے تنظیمی ڈھانچے کی وضاحت کی۔ ''رفیق تنظیم کی ذمہ داریاں'' کے موضوع پر اسحاق صاحب نے گفتگو کی۔ یہ اجتماع بعد نماز ظہر اس عزم کے ساتھ اختتام پذیر ہوا کہ ہم اپنی تمام تر صلاحیتیں ان شاء اللہ غلبۂ دین کے لیے صرف کریں گے۔

(رپورٹ: محمد زمان)

تنظیم اسلامی سیالکوٹ شمالی کے زیر اہتمام شب بیداری

الھدیٰ لائبریری سیالکوٹ میں سال 2010ء کی پہلی شب بیداری کا انعقاد کیا گیا۔ پروگرام کا باقاعدہ آغاز راقم کی تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ تلاوت کے بعد نعیم صفدر بھٹہ نے درس قرآن دیا۔ درس کا موضوع تھا: ''گناہ''۔ انہوں نے سورۃ النساء کی آیات کی روشنی میں گناہ صغیرہ اور گناہ کبیرہ کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ انگارہ چھوٹا ہو یا بڑا کوئی بھی اس کو مٹھی میں لینے کو تیار نہیں ہوتا اور بچھو چاہے چھوٹا ہو یا بڑا ہم اسے ہتھیلی پر نہیں رکھنے والے۔ یہی صورت گناہ کی بھی ہے۔ گناہ چاہے چھوٹا ہو یا بڑا، ہمیں اس کے قریب بھی نہیں جانا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ گناہ کبیرہ وہ ہے جس پر کوئی شرعی حد نافذ ہو، جس پر لعنت کی گئی ہو یا جس پر جہنم کی وعید ہو۔ اور گناہ صغیرہ کو بے باکی سے کیے جانا بھی گناہ کبیرہ بن جاتا ہے۔

اس کے بعد عدنان احمد مغل نے ایمان بالآخرت پر مختصراً گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ دنیا کی زندگی تو عارضی اور مختصر ہے، اصل زندگی آخرت کی زندگی ہے۔ قرآن و حدیث میں ہمیں کبھی سمجھانے، کبھی چونکانے اور کبھی ڈرانے کے انداز میں یہ بات بار بار یاد دلائی جاتی ہے۔ نماز عشاء کے بعد محمد افضل نے کلام اقبال پیش کیا۔ جنید نذیر نے ''حزب اللہ اور حزب الشیطان'' کو سورۃ المائدہ اور سورۃ المجادلہ کی آیات کی روشنی میں واضح کیا۔ انہوں نے کہا کہ دنیا میں یہی دو جماعتیں ہیں، ان کے علاوہ اور کوئی جماعت نہیں ہے۔ ہمیں یہ جائزہ لینا چاہیے کہ کیا ہم حزب اللہ کے ساتھ ہیں۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو اچھا ہے اور اگر جواب نفی میں ہے تو غور کیجئے کہ ہمارا ٹھکانا کہاں ہے۔ عادل قریشی نے ''نماز باجماعت اور اطاعت امیر'' پر گفتگو کی۔ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اس بات کا تذکرہ کیا جو انہوں نے عوام سے کہی تھی کہ آپ لوگ مجھ سے جیسا چاہیں رویہ رکھیں، لیکن پیٹھ پیچھے میری خیر خواہی ہی کرنا۔ ہمیں آج بھی یہی رویہ اپنانے کی ضرورت ہے۔ ہم ہر حال میں اپنے امیر سے خیر خواہی کا جذبہ رکھیں۔ انہوں نے کہا کہ سنتیں اور نوافل ہم گھر میں ادا کر سکتے ہیں لیکن فرض نماز (باجماعت) کی ادائیگی کے لیے ہمیں بہر صورت مسجد میں جانا پڑے گا۔ اسی طرح اجتماعی معاملات میں امیر کی اطاعت ضروری ہے۔ اس کے بعد شرکاء کو انفاق کی ترغیب دلائی گئی۔ کھانے کے وقفے کے بعد پروفیسر کلیم انجم نے کلام اقبال میں سے نظم ''طلوع اسلام'' کے چند اشعار کی تشریح پیش کی۔ اکرام الحق نے ''فرائض دینی'' کا مذاکرہ کروایا اور تقریباً پونے گیارہ بجے اس محفل کا اختتام ہوا۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض فیصل وحید شیخ نے ادا کیے۔ (رپورٹ: اعجاز عنصر)

Amer Haleem

Yearning for Youth

The following piece is penned by a committed man raised in modern Muslim community living in the west. Its direct, heart-to-heart, spontaneous and crisp English will be appreciated especially by those of our readers whose youngsters are attending English-medium, high-profile schools and who are only attracted by articles written in simple and lighter vein. This very readable and thought-provoking article will definitely click our English-loving youngsters. And, of course, it has a deep and profound message to motivate young people. I look forward to receiving comments on this. (Dr. Absar Ahmad: drabsarahmad@tanzeem.org)

Allah is surely with the young believer. There is something wondrous, compelling, and even beautiful about how faith moves in the youthful heart. It seems lighter, clearer, purer, braver, and far more mobile than *eman* that has settled in for the coming winter.

I am aware of the dignity, the gravity, the soberness, the balance that steadily accrue to the believing heart as it ages in a good chest. I am a particular advocate of the miraculous opening up that occurs within us as we cross that spiritual threshold of age 40. Wait till it comes, I tell young people. It is like a steady unfolding, a gradual expansion, the flowering of a new mental faculty.

But still. Young faith is such a rush. Everything an epiphany, sudden, like a sun shower. Do you remember it? All at once, the whole world clicks into place. Things make sense. The dots take shape. The three-D image of how the world is working, why it's like it is, and how it should be snaps into relief before your very eyes. It makes you want to shout, tell everybody how you've found it out, the truth, the reason, the remedy, the answer. Allah! I remember, and, oh, for the emotion of it!

Something special about young faith. It feels like, change, hope, rhyme, and a reason to be alive. Makes you want to live.

I think the Quran bears me out in this. Look at the young believers it puts before us. My God, how they set your heart aflame with passion, admiration --- with love. Do you remember the first time you read Surat Yusuf, as a young heart, with pay-attention understanding! My wife was taking my son through his daily Quran reading, a short lesson, nothing elaborate or fancy. I happened to walk in when she was telling him, Okay that is it. We are done. But he was like, Wait just a minute. Something is happening here. I am not stopping now.

I had to laugh. I could see that fire in his eyes. This young boy on the threshold, reading about another young boy crossing over and lots of things going on.

Whew! He definitely has all senses on deck. His heart had connected.

How about young Ibrahim in Surat al-Anbiyya? It doesn't take long before the Quran transports us into Ibrahim's psychology. Within a single *ayah*, we see him pose that fateful, pointed question to his father and people:

> "What are these statues to which you are devoted?" [21:52]

And, instantly, the game is on. His people are no match for his agile wit, and you can just

قرآنِ حکیم کی فکری و عملی رہنمائی پر مبنی

مطالعۂ قرآن حکیم کا

مُنتخب نصاب جلد اوّل

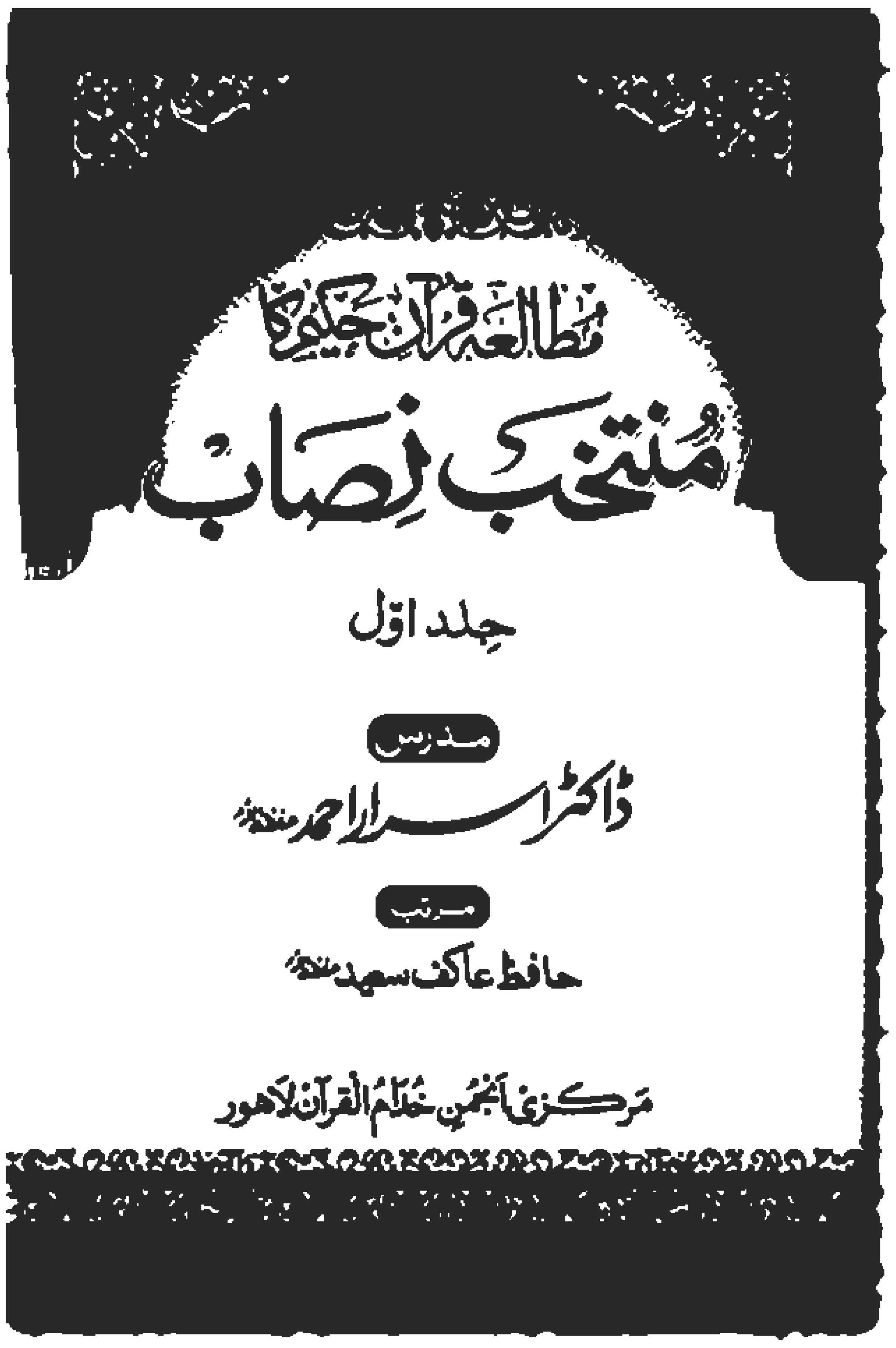

مدرس ڈاکٹر اسرار احمد حفظہ اللہ

داعی رجوع الی القرآن، بانی تنظیم اسلامی

صدر مؤسس مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

رحمہ اللہ

زیورِ طباعت سے آراستہ ہو کر آچکا ہے

ان دروس کے ذریعہ ہزاروں لوگوں کی زندگیوں میں تبدیلی آئی ہے

عمدہ طباعت	حوالہ جات سے مزین	دیدہ زیب ٹائٹل
مضبوط جلد	امپورٹڈ پیپر	صفحات 525

خود استفادہ کریں...... احباب کے لیے انمول تحفہ

رعایتی قیمت پر دستیاب ہے

شائع کردہ: مرکزی انجمن خدام القرآن، لاہور

ملنے کے پتے

- مکتبہ خدام القرآن لاہور، K-36، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ فون: 3-35869501(042)
- قرآن اکیڈمی، DM-55، درخشاں، خیابانِ راحت، فیز6، ڈیفنس، کراچی۔ فون: 3-5340022(021)
- قرآن اکیڈمی یٰسین آباد، فیڈرل B ایریا، بلاک 9، کراچی۔ فون: 36337346(021)

MULTICAL-1000

Calcium + Vitamin C & B12 + Folic Acid Sachet

BOOST CALCIUM

BEFORE, DURING & AFTER PREGNANCY

TASTY and TANGY MULTICAL-1000

2 IN 1

The growing fetus needs calcium for developing strong bones & teeth.

Essential during pregnancy to prevent Neural Tubular Defect (NTD) in the developing fetus.

Recommended Calcium Intakes	milligrams per day
Pregnancy	
Less than or equal to 18 years	1,300 mg
19 through 50 years	1,000 mg
Lactation	
Less than or equal to 18 years	1,300 mg
19 through 50 years	1,000 mg

- Promotes growth in children
- Needed for Calcium absorption

Sweetened WITH

Composition:

Each sachet contains:

- Calcium lactate gluconate..........1000 mg
- Calcium carbonate..........327 mg
- Vitamin C..........500 mg
- Folic Acid..........1 mg
- Vitamin B12..........250 µg

NABIQASIM INDUSTRIES (PVT) LTD

Health